استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت

جلد نمبر 2 | مئی 2011ء | شمارہ 5

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

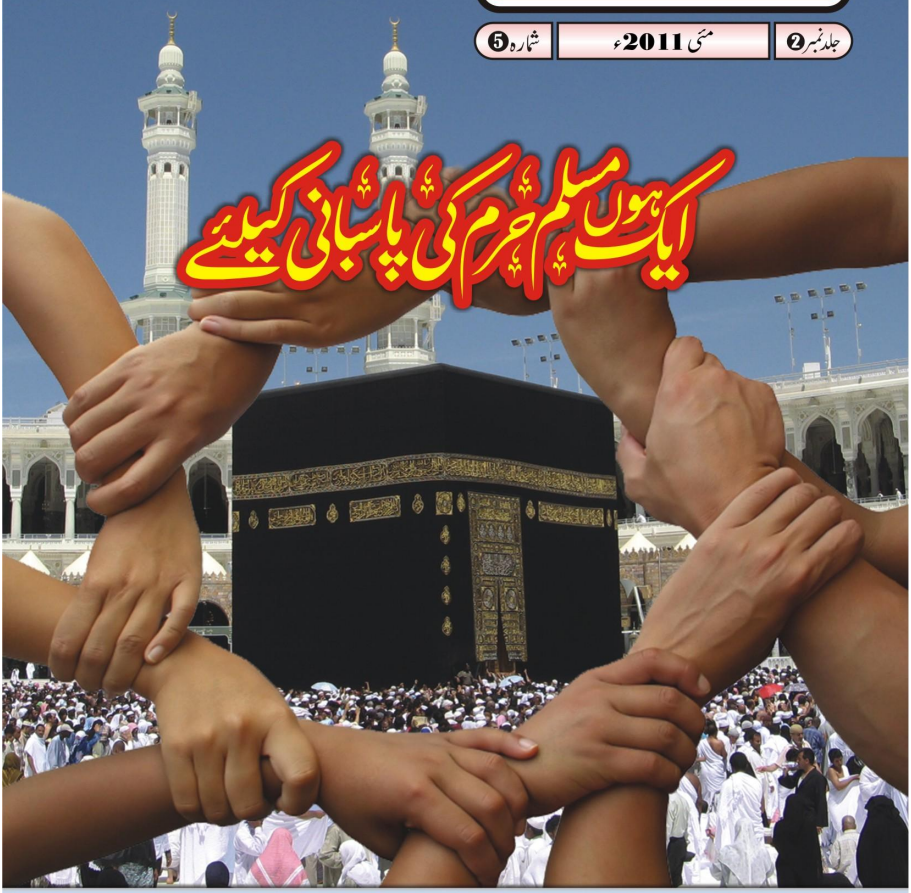

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے

ناشر
احناف میڈیا سروس AMS

دنیائے صحافت میں حسین اور خوشگوار اضافہ

دینی و اصلاحی علمی و فکری مجلّہ

ماہنامہ

بہت جلد منظر عام پر آ رہا ہے۔

ماہنامہ ''دعوۃ اسلام'' رسائل و جرائد کی دنیا میں محض ایک اضافہ ہی نہیں بلکہ یہ ایک تبلیغی و اصلاحی، علمی و فکری مجلّہ ہے

جس میں آپ پڑھ سکیں گے

- اصلاحی مضامین
- تحقیقی فیچر
- سبق آموز تحریریں
- فکاہیہ کالم
- خبرنامہ
- جاندار تجزیے
- اہم انٹرویوز
- گوشہ خواتین
- گلشن اطفال
- پسندیدہ اشعار

اور بہت کچھ

کارِ خیر کے اس عظیم سفر میں..... آپ بھی شریک سفر بنیں

آپ اور ہم..... ہمدم ہم قدم

☆ ماہنامہ ''دعوۃ اسلام'' خود بھی خریدیں اور احباب کو بھی ترغیب دیں

☆ اپنی معیاری تحریروں کی اشاعت کے لیے دعوۃ اسلام کے صفحات کا انتخاب فرمائیں۔

مزید تفصیلات کے لیے

مجلّہ دعوۃ اسلام عقب بادشاہی مسجد بالمقابل پنجاب ڈینٹل ہسپتال فورٹ روڈ لاہور

رابطہ نمبر : 0300-9410041,0313-3738032

استو صوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

بنات اہلسنت

لاہور

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 2 | مئی 2011ء | شمارہ 5

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن منیجرز

بشیر احمد قاسمی

مولانا محمود

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زرتعاون

-/240 روپے

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویژن سرگودہا 0300-8172087, 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

خط و کتابت

دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد بیکری فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور 042 36185018

ایک نظر میں

3 درسِ قرآن

4 درسِ حدیث

5 ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے — اداریہ

7 سعودی عرب کچھ گلے شکوے — عبدالقدوس محمدی

14 بیٹی رحمت یا.....؟ — حمیرا نور، لاہور

22 دوسری شادی — داعی قرآن مولانا محمد اسلم شیخوپوری

33 ذوق — ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

38 بہادر خاتون — صبا یونس انبالوی

40 گھریلو جھگڑے کیسے ختم ہوں؟ — پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ

45 چند اہم اسلامی آداب — عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ

48 حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا — ام محمد

51 نامور پہلوان کی عبرت ناک شکست — رانا رضوان، فاروق آباد

53 اس ماہ کا سبق نیکیوں کا پھیلانا اور گناہوں سے روکنا — مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

60 ہمارا کچن — نام نہیں لکھا

61 غزالاں تم تو واقف ہو

درس قرآن

الحمدلله رب العالمين o الرحمن الرحيم o ملک يوم الدين o ايا ک نعبد و ايا ک نستعين o اهدنا الصراط المستقيم o صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين o

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ سورہ فاتحہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور مکہ میں بھی ابتدائی دنوں میں نازل ہوئی امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ کے بارہ (۲۱) نام ہیں اور بعض حضرات نے بارہ (۲۱) سے بھی زائد نام ذکر کیے ہیں۔

ان سب ناموں میں سے ''فاتحۃ الکتاب'' زیادہ مشہور ہے۔

فاتحہ کا معنی ہوتا ہے ابتداء کرنے والی چونکہ اس سورت سے بھی قرآن کریم کی ابتداء ہوتی ہے اس لیے اس کو فاتحہ کہتے ہیں۔

سورہ فاتحہ کی حیثیت قرآن کریم کے دیباچہ کی بھی ہے اور خلاصہ کی بھی۔ قرآن کریم کی تمام تعلیمات کا خلاصہ اس سورہ میں اجمال کے ساتھ آ گیا ہے شاید اسی لیے اس سورہ کو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ ایک مسلمان کی نظر ہر وقت قرآن کی تعلیمات پر ٹکی رہے۔

قرآن کریم کے بنیادی مضامین تین عنوانات کے تحت جمع کیے جاسکتے ہیں توحید رسالت اور قیامت۔ سورہ فاتحہ کی ابتدائی دو آیتوں اور چوتھی آیت میں توحید، تیسری آیت میں قیامت کا ذکر ہے جبکہ پانچویں آیت سے آخر تک نبوت و رسالت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

اللہ ہم سب کو قرآن کریم کی تعلیمات سے بہرہ ور فرمائے۔

آمین یارب العالمین

درس حدیث

بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو (یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ) اللہ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(بخاری و مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بابت اپنی امت کو وصیت فرمائی ہے کہ اتم اپنی عورتوں کے ساتھ جو کہ تمہاری کفالت میں ہیں حسن سلوک کرو اس لیے کہ عورت فطری طور پر مرد سے کمزور ہے لہٰذا زیادہ عقل اور زیادہ صبر و قوت رکھنے والے مرد کو تحمل اور عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے۔

ان کے ساتھ حسن سلوک کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس وصیت اور تاکید میں خوش گوار زندگی کا راز چھپا ہوا ہے۔ جو لوگ اس کے برعکس عورت کے ساتھ بے رحمانہ اور متشددانہ رویہ اختیار کرتے اور سوچتے ہیں کہ اس طرح وہ اسے سیدھا کر لیں گے۔ وہ خام خیالی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور ان کا گھر جہنم کدہ بنا رہتا ہے یا پھر (طلاق کی وجہ سے) اجڑ جاتا ہے اور اگر بچے بھی ہوں تو ان کی زندگیاں الگ برباد ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے مبارک فرامین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

اداریہ

حرمین شریفین تمام اہل اسلام کی عقیدتوں کا مرکز ہے، تجلیات انوار باری کا منبع ہے، بابرکت جگہ ہونے کے ساتھ ساتھ رشد وہدایت کا محور بھی ہے۔ اتحاد امت کے اظہار کا سب سے بڑا مقام حرمین شریفین ہی تو ہے، جہاں رنگ ونسل کو بُھلا کر، ذات پات کے جھگڑے چھوڑ کر، علاقائیت وقومیت پرستی کو خیر باد کہہ کر پروانہ وار پوری دنیا کے مسلمان اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور سب بیک زبان لبیک اللھم لبیک کی صدائیں لگا کر اپنے قلوب واذہان کو معطر کرتے ہیں۔ ادھر میزاب رحمت کا اشارہ رحمۃ اللعالمین کی درگاہ کا پتا دے رہا ہے روضہ اقدس میں قبر نبوی اور پھر اس میں مٹی کے وہ ذرات جو آقا علیہ السلام کے بدن مبارک کو صدیوں سے چوم رہے ہیں۔ ان کا تو کیا کہنا؟؟ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ وہ ذرات کعبۃ اللہ سے بھی افضل، حتی کہ عرش اور کرسی سے بھی افضل۔

(درمختار ج1 ص137، بدائع الفوائد ج3 ص135، خصائص الکبریٰ ص203)

اب کسی بھی ''مسلمان'' سے یہ بات بعید ہے کہ وہ اپنے ان متبرک مقامات کی توہین کرے اور جو کوئی اہل اسلام کی ان تبرکات کو (العیاذ باللہ) مسمار کرنے کی کوشش کرے یا پھر اپنے گھناؤنے منصوبے کے تحت جو اس کے مسلک کی اساس ہے کہ بیت اللہ پر قبضہ کیا جائے اور روضہ اقدس کو توڑ پھوڑ دیا جائے۔ ان کی معتبر کتب میں اس کی وضاحت ہے کہ:

''بارہواں امام آئے گا تو وہ روضہ اقدس توڑ کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے اجسام کو نکالے گا پھر ان پر کوڑے برسائے گا۔'' (حق الیقین، ملا باقر مجلسی ص145)

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر لکھا ہے:

''واول کسے کہ با او بیعت کند محمد باشد۔'' (حق الیقین ص139، مطبوعہ ایران)

''مہدی جب آئے گا تو وہ سر سے پاؤں تک الف ننگا ہوگا اور جو شخصیت سب سے

پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گی وہ محمد رسول اللہ کی ذات ہوگی۔''

جو اپنے باطل عقائد کی وجہ سے تمام اہل اسلام کے ہاں ''مسلمان'' کہلانے کا قطعاً مستحق نہیں۔ وہ آج اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے پڑوسی ملک ایران کی شہہ پر بحرین اور سعودیہ عرب میں مظاہرے کی زبان پر اتر آیا ہے بلکہ وطن عزیز پاکستان میں کراچی کے در و دیوار پر'' آل سعود آل یہود'' کے بینرز آویزاں کر رہا ہے، وال چاکنگ کر کے اپنے بزدلانہ رویے کا ثبوت دے رہا ہے۔ سعودی سفارت خانے پر پٹرول بم سے حملے کر رہا ہے۔ آپ سوچیے کہ وہ خود کو ''مسلمان'' کہلانے کا مستحق ہے؟؟ نہیں! ہرگز نہیں! اور کبھی نہیں! خادم حرمین شریفین اور سعودی فرمانروا ہمارے لیے قابل صد تعظیم ہیں، یقیناً ان کی اسلام اہل اسلام اور خصوصاً پاکستان کے حوالے سے جو ہمدردیاں ہیں ان کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا!!!

حرمین شریفین کے تحفظ کے پیش نظر بزرگوں کی سرپرستی میں ''تحفظ حرمین شریفین کونسل'' کے نام سے ایک جماعت تشکیل دے دی گئی ہے، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ کو امیر، محترم مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی کو سرپرست اور مفتی اویس عزیز کو رابطہ سیکرٹری جبکہ راقم الحروف کو کنوینر منتخب کیا گیا ہے ہم ان شاء اللہ مسلک دیوبند کی وکالت کرتے ہوئے خادم حرمین شریفین کا اس پریشان کن وقت میں ہر طرح کا جانی، مالی اور علمی تعاون کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اہل دیوبند نے ہمیشہ حرمین اور خادم حرمین کو تقدس کی نگاہ سے دیکھا ہے پچھلے دنوں الشیخ سدیس (امام کعبہ) زاداللہ شرفہ نے'' دارالعلوم دیوبند'' کا دورہ کیا شیخ سدیس نے اپنے اس دورہ میں کہا کہ ''میں نے حج بیت اللہ کے بعد اہل اسلام کا اتنا بڑا ہجوم کہیں نہیں دیکھا۔''

یقیناً مسلک اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند والوں نے اپنے محترم مہمان کا جس پرتپاک طریقے سے خیر مقدم کیا ہے، حرمین شریفین کے لیے تو یہ پروانے جان نچھاور کرنے کو تُلے بیٹھے ہیں اور اقبال کی نوائے فکران کے کانوں میں گونج رہی ہے کہ:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

سعودی عرب.....کچھ گلے شکوے

عبدالقدوس محمدی

ہمارے گزشتہ کالم ''عالمِ اسلام اور پاکستان کے خلاف خطرناک سازش'' پر حیرت انگیز تعداد میں قارئین کی طرف سے ''فیڈ بیک'' آیا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ فون کرنے اور فیڈ بیک دینے والے اکثر نوجوان قارئین بالخصوص علمائے کرام اور مختلف دینی، سیاسی اور سماجی تنظیموں کے کارکنان اور معروف مدارس کے منتہی درجات کے طلبائے کرام تھے۔ اس لحاظ سے تو یہ فیڈ بیک نہایت خوش آئند محسوس ہوا کہ اکثر قارئین نہ صرف یہ کہ دشمن کی چالوں کا بڑی گہرائی اور باریکی سے جائزہ لیتے اور ان سے درست نتائج اخذ کرتے ہیں بلکہ ان کے دل عالم اسلام کے ساتھ دھڑکتے ہیں بالخصوص حرمین شریفین کی محبت سے ہر کوئی سرشار محسوس ہوا مگر بہت سے قارئین نے خادمین حرمین شریفین کے دیوبندی مکتب فکر کے ساتھ روا رکھے جانے والے رویے کے بارے میں جن جذبات واحساسات کا اظہار کیا اور اپنے گلے شکوے جس انداز سے بیان کیے وہ بہرحال ایک تشویشناک پہلو ہے۔

اس اہم موقع پر ان عوامی جذبات واحساسات پر بات کرنا اشد ضروری ہے تاکہ اگر ہمارے سعودی بھائی چاہیں تو حقیقت پر مبنی گلے شکووں کی تلافی اور بے بنیاد غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاسکے کیونکہ آنے والا وقت اس امر کا متقاضی ہے کہ اہل حق ماضی کی اونچ نیچ کو فراموش کرکے، آپس کی تمام رنجشوں اور کدورتوں کو ختم کرکے اسلام کی سربلندی، حرمین شریفین کی حفاظت اور عالمِ اسلام کی بقاء کے لیے بنیان مرصوص کا منظر پیش کرنے لگیں تاکہ دشمن کو اس سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں کہیں بھی نقب لگانے کی جرأت نہ ہو۔

ایک ایسے وقت میں جب ایک گرینڈ گیم کے تحت سعودی عرب کے خلاف بلیم گیم جاری ہے اس کے توڑ کے لیے خلافِ توقع دیوبندی مکتب فکر جو کردار ادا کررہا ہے ایسے میں اس مکتب

فکر کے رہنماؤں، جواں سال فضلاء اور لاکھوں وابستگان کے ذہنوں میں مختلف قسم کے سوالات اٹھنا فطری امر ہے کیونکہ کسی کے وہم وگماں میں بھی نہیں تھا کہ آلِ سعود پر مشکل وقت آپڑنے کی صورت میں دیوبندی مکتب فکر اتنی بے باکی، جرأت اور خلوص کے ساتھ خادمین حرمین شریفین کا ساتھ دے گا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ حکومتی اور عوامی سطح پر کسی بھی مکتب فکر، کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت اور سرکاری یا نیم سرکاری ادارے کی طرف سے سعودی عرب کی وہ حمایت دیکھنے میں نہیں آرہی جس کی ان سے توقع تھی بلکہ وہ گروہ جن کی سعودی عرب مالی، اخلاقی، مسلکی ہر قسم کی بھرپور حمایت بلکہ پرورش کرتا رہا وہ بھی آج منظر عام سے غائب ہیں اور وہ لوگ جنہیں مشکل گھڑی میں سعودی عرب نے پناہ بھی دی اور ان کی مدد بھی کی ان کے ہاں بھی صحرا کا سا سکوت طاری ہے جبکہ سعودی عرب کے حق میں اور حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے سب سے زیادہ سرگرمی اور فعالیت دیوبندی مکتب فکر کے ہاں دیکھی جارہی ہے۔

دیوبندی مکتب فکر کے تحت ملک بھر میں جلسے جلوسوں اور ریلیوں کا سلسلہ جاری ہے، اجلاس منعقد ہورہے ہیں، کانفرنسوں کا انعقاد ہورہا ہے، بھرپور میڈیا مہم چل رہی ہے، حرمین شریفین کے خلاف ہونے والی مذموم سازشوں کو طشت از بام کرتے اخباری بیانات اور کالموں کی بھرمار ہے، سعودی عرب کے حق میں دیوبندی مکتب فکر کی تقریباً تمام چھوٹی بڑی جماعتیں میدان عمل میں کود پڑی ہیں اور سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ نہ تو کسی مالی منفعت کے لیے ہورہا ہے اور نہ ہی کسی مفاد کی خاطر، کسی احسان کا بدلہ چکانے کے لیے محنت کی جارہی ہے اور نہ ہی پرانی دوستی نبھانے کے لیے کیونکہ دیوبندی مکتبِ فکر اور آل سعود کے درمیان کبھی بھی تعلقات کچھ زیادہ مثالی نہیں رہے۔ بلکہ یہ سب تگ ودَو نظریاتی بنیادوں، پرخلوص جذبوں، بے لوث محبت اور محض فکری قربت کی وجہ سے ہورہی ہے کیونکہ اکابر علمائے دیوبند کی شروع سے یہ تاریخ رہی ہے کہ انہوں نے حق اور اہل حق کی ہر دور اور ہر حال میں حمایت کی ہے اور اس

مقصد کے لیے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔

بی بی سی نے حالیہ مہم کے حوالے سے انتہائی طنزیہ رپورٹ پیش کی ہے جس میں علمائے دیوبند پر یہ پھبتی کسی گئی ہے کہ وہ آلِ سعود کو بچانے کے لیے میدان عمل میں آ گئے ہیں صرف بی بی سی ہی نہیں بلکہ اس وقت ہر جگہ اس تحریک پر تبصرہ بازی اور تبرہ بازی جاری ہے مگر علمائے دیوبند کی یہ روایت ہے کہ وہ جب کسی بات کو حق سمجھ کر اس کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو پھر وہ **ولایخافون لومة لائم** کا حقیقی مصداق بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی حکمرانوں کے بارے میں کئی طرح کے تحفظات اور ان کی طرف سے دیوبندی مکتب کو مسلسل نظر انداز کیے جانے کے باوجود دیوبندی مکتب فکر اپنا پورا وزن سعودی عرب کے پلڑے میں ڈال رہا ہے اور یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ ہمیشہ ہی دیوبندی مکتب فکر نے سعودی عرب کے عوام اور حکمرانوں کے ساتھ یکطرفہ محبت کی ہے، ان کی بے لوث وکالت اور ترجمانی کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر نبھایا ہے۔

جبکہ سعودی عرب کی طرف سے دیوبندی مکتبِ فکر کی یکطرفہ اور بے لوث محبت و عقیدت کے جواب میں کبھی بھی وہ وفا نہیں ملی جس کا یہ مکتبِ فکر مستحق تھا۔ اگر اس خطے میں اسلامی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو سب سے زیادہ خدمات علمائے دیوبند کے حصے میں آئیں گی۔ اگر تحقیق وتصنیف کے شعبے کو دیکھا جائے تو دیوبندی علمائے کرام کی کتب سے لائبریریوں کی لائبریریاں بھری پڑی ہیں، اگر افرادی قوت کی بات کی جائے تو حج کے اجتماعات کے بعد دنیا میں سب سے بڑے اجتماعات تبلیغی جماعت کے ہوتے ہیں اور اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ رائیونڈ کے اجتماع کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑ گیا کیونکہ رائیونڈ کا وسیع وعریض پنڈال اب دیوبندی مکتبِ فکر کی صرف ایک ذیلی جماعت کے لاکھوں وابستگان کو بیک وقت اپنے دامن میں سمیٹنے سے قاصر ہے۔

اگر مدارس دینیہ کا جائزہ لیا جائے تو وفاق المدارس العربیہ پاکستان دنیا کی سب سے بڑی تنظیم ہے جس کے ساتھ تیرہ ہزار مدارس وابستہ ہیں جن میں بیس لاکھ سے زائد طلباء زیر تعلیم

ہیں، اگر سیاسی اثر ورسوخ کی بات کی جائے تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی طرف سے پاکستان کی پہلی پرچم کشائی سے لے کر مفتی محمودؒ کی وزارت علیا تک، ایم ایم اے کی شاندار کامیابی، مولانا فضل الرحمٰن کی وزارت عظمیٰ کے منصب کے قریب تک رسائی، بعد ازاں اپوزیشن لیڈر کے طور پر کردار، دو صوبوں کی حکومت اور پارلیمنٹ، سینٹ اور تمام صوبائی اسمبلیوں میں اراکین کی بڑی تعداد کی موجودگی کی شکل میں سیاسی اور قومی اثر ورسوخ کی ایک طویل داستان ہے۔

اگر نیٹ ورکنگ کو اہمیت دی جائے تو صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں دارالعلوم دیوبند اور ذیلی اداروں کے فیض یافتگان خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر تحریکوں کی بات کی جائے تو تحریک آزادی سے لے کر تحریک ختم نبوت اور تحریک دفاعِ صحابہؓ تک کتنی ہی شاندار تحریکیں ہیں جو علمائے دیوبند کی قیادت میں چلیں اور کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئیں۔

اگر قرآن وسنت کی خدمت کا حوالہ دیا جائے تو برصغیر ہی کیا پوری دنیا کی دینی اور علمی تاریخ علمائے دیوبند کے تذکرے کے بغیر ادھوری رہے گی اور اگر عقیدہ توحید کے پرچار اور ترویج کو معیار بنایا جائے تو اس خطے سے شرک وتوہم پرستی اور بدعات وسومات کے اندھیرے چھٹے ہی دیوبندی فرزندان توحید کی شبانہ روز محنتوں کے نتیجے میں.....الغرض عقیدے کی بات ہو یا عقیدت کی، توحید کا معاملہ ہو یا بدعات کے خاتمے کا، قرآن وسنت کی خدمت ہو یا دین کی اشاعت، عقائد کی اصلاح ہو یا توہم پرستی کا خاتمہ، سیاسی اثر ورسوخ ہو یا مذہبی خدمات، افرادی قوت ہو یا عسکری طاقت، کامیاب تحریکوں کا شاندار ماضی ہو یا بھرپور عوامی پذیرائی، ملک بھر میں پھیلی مساجد کا سلسلہ ہو یا مدارس دینیہ کی کثیر تعداد، نامور علمی شخصیات ہوں یا مختلف علاقوں اور اداروں میں تعداد کا تناسب.....اس خطے میں دیوبندی مکتب فکر سعودی عرب کا حقیقی حلیف، صحیح معنوں میں خیر خواہ بے لوث ترجمان، بازوئے شمشیر زن اور سب سے زیادہ موثر اور مفید اتحادی تھا اور ہے لیکن بدقسمتی سے یہ سارے تعلقات ہمیشہ یکطرفہ رہے ہیں اور آج بھی یکطرفہ ہی ہیں۔

افسوس کہ امریکی تھنک ٹینکس جس حقیقت کی تہہ تک پہنچ گئے سعودی پالیسی سازوں کو آج تک اس کی سمجھ نہیں آئی۔ کچھ عرصہ قبل زلمے خلیل زاد کی بیوی نے اس خطے کے حوالے سے ایک معروف امریکی تھنک ٹینک کے لیے ایک رپورٹ مرتب کی جس میں اس نے پاکستانی مسلمانوں کو چار گروہوں میں تقسیم کیا۔(1) سیکولر مسلمان یعنی اسلامی اقدار و روایات سے گریز وفرار اختیار کرنے والے (2) صوفی مسلمان یعنی زیارتوں ،درباروں اور مزاروں والے (3) شیعہ جو ایران کی شہ پر بروئے کار آتے ہیں (4) وہابی مسلمان یعنی صحیح العقیدہ مسلمان اور اس چوتھے طبقے میں اس نے سب سے پہلے علمائے دیوبند کا تذکرہ کیا۔ یہ صرف زلمے خلیل زاد کی بیوی ہی نہیں بلکہ اس خطے کے بچے بچے سے لے کر عالمی برادری تک ہر کوئی دیوبندی مکتب فکر کے لوگوں کو آلِ سعود کے فکری پیشوا محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب کر کے ''وہابی'' ہونے کا ''طعنہ'' دیتا اور سعودیوں کا فطری حلیف سمجھتا ہے لیکن اگر نہیں سمجھتے تو وہ سعودی ہیں جو مکتبِ دیوبند کو اپنا نہیں سمجھتے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ

کافر یہ سمجھتا کہ مسلماں ہوں میں

آپ خود دیکھ لیجیے کہ ایک عرصے سے سعودی حکمران چند عناصر کے جس گروہ کی پشت پناہی کر رہے ہیں وہ اپنی تعداد، حیثیت و اہمیت، اپنے طریقہ کار، فرقہ وارانہ اور گستاخانہ طرزِ عمل کی وجہ سیاس خطے میں اپنے لیے کوئی جگہ نہیں بنا سکا تو وہ مشکل کی کسی بھی گھڑی میں سعودی عرب کے لیے کیا کر سکتا ہے؟ سعودی عرب نے صرف رفع یدین دیکھ کر ایک گروہ کو اپنا حلیف تصور کر لیا اور باقی تمام چیزوں کو پس پشت ڈال دیا اور اس گروہ نے خود کو سعودی عرب کا اس قدر چہیتا ثابت کرنے کی کوشش کی کہ پاکستانی عوام اسی گروہ کے آئینے میں سعودی عرب کی تصویر دیکھنے لگے۔

اس گروہ کے بارے میں یہ تاثر عام ہے کہ وہ ایک طرف سعودی عرب سے ریال لیتے اور دوسری طرف پاکستانی ایجنسیوں سے پیسے بٹور کر عسکریت پسندی میں مصروف عمل ہیں۔ حالیہ

دنوں میں ڈیرہ غازی خان میں ہونے والے انتخابات میں اسی گروہ سے تعلق رکھنے والی ایک شخصیت کے بارے میں یہ میڈیا رپورٹس تواتر کے ساتھ منظر عام پر آتی رہیں کہ وہ ایک عام سے مولوی صاحب ہوا کرتے تھے مگر سعودی ریالوں کی ''برکت'' سے آج وہ ماشااللہ سے کروڑ پتی ہو گئے۔اسی طرح سعودی عرب کی طرف سے دی گئی رقم اور امداد سے تعمیر کی جانے والی مساجد نے بھی اس خطے میں دین کی خدمت اور عوام کی ضرورت پوری کرنے کی بجائے فرقہ واریت کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔یہ مساجد عام مساجد کی طرح اس خطے کے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہوتیں بلکہ ایک خاص مسلک کو ان کے نام کا حصہ بنا کر اس طرح ان مساجد کی پیشانیوں پر اس مسلک کے نام کے بورڈز آویزاں کیے جاتے ہیں تا کہ کوئی عام مسلمان کہیں بھولے سے اس مسجد میں نہ آجائے۔

اسی طرح سعودی عرب میں حج کے موسم میں کئی ایسے حضرات کے لیے حرمین شریفین میں باقاعدہ منبر نصب کیے گئے ہیں جو انتہائی اشتعال انگیز اور نفرت آمیز گفتگو کرتے ہیں۔انہی عناصر کی شکایتوں اور خلاف حقیقتوں درخواستوں کی وجہ سے کبھی تو تفسیر عثمانی پر پابندی عائد کی جاتی ہے اور کبھی سعودی عرب کی یونیورسٹیوں کے دروازے دیوبندی مکتب فکر کے بچوں اور وفاق المدارس کے فضلاء کے لیے بند کر دیئے جاتے ہیں جس کا مجھے خود ذاتی طور پر تجربہ ہوا۔میں نے شہادۃ العالمیہ حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے سعودی عرب جانے کی بہتیری کوششیں کیں لیکن کوئی کوشش کارگر ثابت نہ ہو سکی اور آخر میں جب مجھے یہ بتایا گیا کہ وفاق المدارس کی اسناد کے حامل امیدواروں کی درخواستیں متعلقہ حکام تک پہنچنے ہی نہیں دی جاتیں تو میں صبر شکر کر کے بیٹھ گیا۔

یہ سب کچھ صرف میرے ساتھ ہی نہیں ہوا بلکہ ہر سال وفاق المدارس کے سینکڑوں فضلاء اس تلخ تجربے سے گزرتے ہیں۔یہ بھی نہیں کہ یہ سب کچھ سعودی حکام کی لاعلمی میں ہو رہا ہے بلکہ سعودی حکام دانستہ طور پر ایک ایسے مکتب فکر کے طلباء کو ترجیح دیتے ہیں جن کے فضلاء کی

اوسط تعداد وفاق المدارس کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں بلکہ عجیب بات یہ کہ سعودی عرب سے جامعات کے داخلوں کے لیے آنے والے وفود بھی ایک خاص گروہ کے مدارس میں آکر پڑاؤ ڈالتے ہیں اور صرف اسی مکتب فکر کے لڑکوں اور سعودی امداد بٹورنے والوں کے بیٹوں اور بھانجوں، بھتیجوں کو اپنی جامعات میں داخلوں کے پروانے جاری کرتے ہیں۔

خیر گلے شکووں کی یہ ایک طویل داستان ہے لیکن ستم بالائے ستم یہ کہ ان غلط فہمیوں کے ازالے کی بھی کبھی کوئی سنجیدہ کوشش کی گئی نہ اس کی ضرورت محسوس کی گئی بلکہ گزشتہ دنوں دیوبندی مکتب فکر کی بہت سی سرکردہ اور اہم ترین شخصیات نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر سعودی سفیر سے ملاقات کی لیکن شنید یہ ہے کہ اس موقع پر انتہائی خوش اخلاق، ملنسار اور متاثرین سیلاب کے لیے دن رات ایک کر دینے والے سفیر موصوف نے بدترین سرد مہری کا مظاہرہ کیا اور ان اکابر کی بات اور موقف بھی تفصیل سے سننا گوارہ نہیں کیا۔ ایسے میں تعریف اور محبت وعقیدت کے خوگر دیوبندی نوجوان گلے شکووں کا اظہار نہ کریں تو اور کیا کریں؟

اگر ہماری ان معروضات پر کسی کو یقین نہ آئے تو حال ہی میں دارلعلوم دیوبند کا دورہ کرنے والے ہر دلعزیز امامِ حرم شیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ سے معلوم کر لیا جائے کہ اس خطے میں دیوبندی مکتب فکر کی اہمیت، کردار، خدمات، اثر ورسوخ اور افرادی قوت کا کیا عالم ہے کیونکہ شیخ کی آمد کے موقع پر انڈیا کے مسلمانوں کے جم غفیر کی ویڈیو دیکھ کر آدمی چکرا کر رہ جاتا ہے اور خود شیخ سدیس کا کہنا تھا کہ میں نے حرمین شریفین کے علاوہ دنیا کے کسی خطے میں اتنا بڑا اجتماع نہیں دیکھا۔

میرے اکثر قارئین کا خیال یہ تھا کہ یہ ایک ایسا موقع اور تاریخ کا اہم موڑ ہے جب دیوبندی مکتب فکر اور سعودی حکمرانوں، عوام اور بالخصوص اہل علم کو ایک دوسرے کے قریب آکر ایک دوسرے کو سننا اور سمجھنا ہوگا ورنہ آنے والے کل دشمن ہمیں مزید دور کرنے، مزید ٹکڑیوں میں تقسیم کرنے اور اپنے مفادات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

بیٹی رحمت یا.....؟

حمیرا نور، لاہور

سائیں سائیں! وہ چھوٹے سائیں نے چوہدری کریم دار کے بیٹے کو قتل کر دیا!

کیا؟؟ کیا کہا؟

نوکر نے خبر سنائی تو رحیم بخش عجیب سی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔ چوہدری رحیم بخش اپنے علاقے کا بڑا اثر ورسوخ رکھنے والا شخص تھا، سندھ کے ایک علاقے میں اس کے نام کا سکہ چلتا تھا گو کہ اس کی رگوں میں بھی وڈیروں اور جاگیرداروں کا خون تھا مگر شاید علم دوستی نے اس کے اندر کے انسان کو بیدار رکھا تھا یہی وجہ تھی کہ لوگ اسے ایک حد تک پسند کرتے تھے۔

رحیم بخش جس علاقے کا وڈیرا تھا اس علاقے میں قتل وغارت، لوٹ کھسوٹ جھگڑے اور فسادات، آپس میں قطع تعلقی معمول کا حصہ تھے، لوگ خاندانی دشمنوں میں بڑھ کر حصہ لینا فخر سمجھتے، پنچایت کی خلاف ورزی کرنے والا سولی پر چڑھا دیا جاتا۔

☆☆☆

خان سائیں چوہدری کریم داد نے کل پنچایت بلوائی ہے اور آپ کے نام بھی پیغام بھجوایا ہے کہ ''تم سب کو انصاف دیتے ہو تو میرے بیٹے کے بارے میں بھی انصاف کر کے دکھاؤ'' نوکر نے من وعن سارا پیغام دے دیا۔

ٹھیک ہے تم کہہ دو کہ ہم آئیں گے۔

نوکر چلا گیا تو رحیم بخش 12 سال پیچھے چلا گیا جب ایک شخص نے اس کے بڑے بھائی کو مار دیا اور بدلے میں پنچایت نے اس کے باپ کے حکم کے مطابق اس بات پر صلح کی کہ قاتل کی 12 سالہ بہن ''ونی'' کے طور پر رحیم کے نکاح میں دے دی جائے۔ اس وقت رحیم بخش ایک 10 سالہ بچے کا باپ تھا اور آج وہ 12 سالہ لڑکی ایک 8 سالہ بچی کی ماں کی تھی۔

اگر آج بھی یہی تاریخ دہرائی گئی تو کیا میری بیٹی بھی ''ونی'' کی بھینٹ چڑھے گی؟ یہ سوچ کر ہی اسے جھرجھری سی آ گئی۔

8 سالہ فاطمہ اس کی گود میں بیٹھی معصومانہ سوال پوچھ رہی تھی: ''بابا! بابا آپ کو کیا ہوا؟ مجھ سے کھیلتے کیوں نہیں؟ یہ بچی کی اپنی معصومیت تھی یا باپ کی فطری شفقت کہ اسے اپنی بیٹی سے محبت تھی باوجود اس کے اس علاقے میں بیٹی سے محبت ایک گالی تھی۔

نہیں نہیں! میں اپنی بیٹی کو کسی صورت میں ''ونی'' کی بھینٹ نہ چڑھاؤں گا اس نے اپنی بیٹی کے سر پر پیار دیتے ہوئے خود سے عہد کیا اور باہر نکل آیا تمام بڑے جاگیردار علاقے کے با اثر لوگ مشورہ میں مصروف تھے اور اس کے ذہن میں عجیب ہلچل مچ رہی تھی اگر میری معصوم فاطمہ.....اس سے آگے اس سے سوچا نہ گیا۔

اتنے میں پنچایت کے ایک شخص کی آواز گونجی پنچایت کے فیصلے کے مطابق اگر چوہدری رحیم بخش اپنی بیٹی کو کریم داد کے نکاح میں دے دے تو چوہدری کریم داد اپنے بیٹے کے خون معاف کرتا ہے۔

نہیں یہ نہیں ہوسکتا! رحیم بخش کے منہ سے کرب میں ڈوبی آواز نکلی.....

تو پھر ٹھیک ہے بدلے میں تمہارے بیٹے کو پھانسی دی جائے گی پنچایت کے سربراہ نے فیصلہ سنایا اور اسے ایک ہفتے کی مہلت دے کر سب اٹھ گئے۔ چوہدری رحیم بخش کے ذہن میں عجیب اتھل پتھل مچی تھی بیٹی کو بچاتا ہے تو بیٹے سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔

اسی کشمکش میں آج شاید پہلی بار اس نے اپنے رب کو اتنی شدت سے پکارا تھا میرے سوہنے رب تو تو جانتا ہے کہ مجھے یہ سب رواج بالکل پسند نہیں مگر میں دستور کے آگے مجبور ہوں میرے رب میں اپنی بچی کو تیرے سپرد کرتا ہوں میری معصوم بچی کی حفاظت کرنا۔

آج اس نے اپنے رب سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس کی بیٹی اس فرسودہ نظام کی بھینٹ نہ چڑھی تو وہ اپنی بچی کو دین پر لگائے گا وہ ان تمام روایات کا قلع قمع کرے گا۔

آج پھر پنچایت بیٹھی تھی..... ہاں چوہدری رحیم بخش کیا فیصلہ کیا تو نے؟

میں اپنی بیٹی کو ونی میں دینے کو تیار ہوں مگر وہ ابھی بہت چھوٹی ہے چوہدری رحیم بخش کے جواب سے سربراہوں کے درمیان کھسر پھسر ہونے لگی دوسری طرف کریم داد اور اس کے ماتحت خوش تھے کہ چوہدری رحیم بخش کا سر جھک جائے گا آخر پنچایت نے فیصلہ سنا دیا کہ جب چوہدری کی بیٹی 18 سال کی ہوگی تو اسے ونی میں چوہدری کریم داد کو دے دیا جائے گا۔

چوہدری رحیم بخش جانتا تھا کہ یہ تمام روایات خودساختہ ہیں مگر وہ کچھ کرنے کے قابل نہ تھا پورے علاقہ میں ان فرسودہ روایات کو ختم کرنا اس کے لیے ممکن نہ تھا۔اس نے شہر میں کچھ لوگوں سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ قانونی اور اسلامی دونوں طرح سے ناجائز ہے۔اب وہ آہستہ آہستہ لوگوں کے ذہن بدلنے لگا اس کی بیٹی اب 15 سالہ کی تھی۔ان سات سالوں میں وہ محض چند لوگوں کو ہی بدل سکا تھا مگر پھر بھی مطمئن تھا۔

بیٹی کو دیکھتے ہی اسے جھرجھری سی آجاتی کہاں اس کی معصوم بیٹی اور کہاں وہ 70 سالہ بوڑھا شخص۔اب اس کا ذہن آہستہ آہستہ اسلام کی طرف راغب ہونے لگا تھا اس کی نمازیں لمبی ہوتی گئیں۔

☆☆☆

خان سائیں چند لوگ آپ سے ملنے آتے ہیں۔کہتے ہیں کہ اس علاقے کے وڈیرے سے ملنا ہے شہر سے آپ کے دوست نے انہیں بھیجا ہے۔نوکر نے آکر پیغام دیا تو اس نے سر کے اشارے سے ان لوگوں کو بٹھانے کا حکم دیا۔مہمان خانے میں پہنچا تو لوگوں کو دیکھ کر رک گیا سر پر عمامے چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سفید کرتہ شلواروں میں ملبوس۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان لوگوں میں سے ایک نے سلام کیا۔

وعلیکم السلام! ہاں کہو کیا کام ہے؟

ہمیں شہر سے امام صاحب نے بھیجا ہے تبلیغ کے لیے بس اگر آپ ہمارے ساتھ تعاون

کریں تو ہم لوگوں کو سیدھے راستے پر لانا چاہتے ہیں اور کوئی مقصد نہیں ہے ہمارا۔

چوہدری رحیم بخش کی تو گویا دلی مراد بر آتی تھی۔ ہاں ہاں! کیوں نہیں! آپ ہمارے علاقے میں مہمان ہو جتنے دن چاہو رہ سکتے ہو۔

چوہدری رحیم بخش نے سب کی خوب آؤ بھگت کی..... انہیں اس علاقے کے رسوم ورواج بتائے اور لوگوں کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ وہ لوگ کوشش کرتے رہے اس سے یہ فرق پڑا کہ جس مسجد میں پہلے 10، 15 نمازی آتے تھے وہ مسجد اب آباد ہونے لگی تھی لوگوں کے ذہن بدلنے لگے۔ آج ان لوگوں نے ایک بیان کرنا تھا اور اس بیان میں علاقے کے تمام لوگوں کے علاوہ چوہدری کریم داد کو بھی بلایا تھا۔

ان لوگوں میں سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے اور ان سے گویا ہوئے:

بھائیو بزرگو دوستو!! جیسا کہ آپ لوگ جان چکے ہیں کہ ہم لوگوں میں کس قدر فرسودہ رسمیں رواج پا چکی ہیں جن چیزوں سے ہمیں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہم ان چیزوں کے حصول کے لیے جھگڑ رہے ہیں۔ محض اپنی اَنا کی تسکین کے لیے، دوسروں پر ظلم کرتے ہیں، ہمیں نماز پڑھنے کا حکم ملا مگر ہم اس سے غافل رہے، ہمیں زکوۃ دینے کا حکم ملا مگر ہم مکروفریب کرتے رہے ہمیں جھگڑوں اور فتنہ فساد سے باز رہنے کا حکم ملا مگر ہم فتنہ فساد کرتے رہے حالانکہ یہ تو اسلام سے پہلے عربوں کی حالت تھی اور یہ زمانہ جاہلیت کے لوگ تھے جو بیٹی کو اپنے لیے گالی سمجھتے تھے اسے زندہ درگور کر دیتے اسلام نے تو بیٹی کو رحمت کہا ہے آپ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہترین پرورش کرے پھر ان کو اچھے طریقے سے رخصت کرے تو وہ جنتی ہے اور ہمارے نبی ﷺ تو اپنی بیٹی کے استقبال کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اسے احترام دیتے اسلام نے بیٹی کو عزت دی کہ اس کا نکاح بھی اس کی مرضی کے بغیر نہ کیا جائے گا۔

مگر آج ہم لوگ زبردستی بیٹی کا نکاح کر دیتے ہیں چوہدری کریم داد اور علاقے کے

لوگوں کے چہرے شرم سے جھکے ہوتے تھے بزرگ نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا اور کہنے لگے کہ ''ونی'' کی رسم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے بیٹی بوجھ نہیں بلکہ رحمت ہے اس کی اچھی تربیت کرو پھر اسے اچھے طریقے سے اپنے گھر سے رخصت کرو نہ کہ اس طرح جس طرح تم اپنے گناہوں کی سزا بھی اسے دیتے ہو۔

اللہ کے بندو! جو کچھ کر چکے اس پر معافی مانگو اور آئندہ اپنے رب سے نہ کرنے کا عزم کرو اپنی بیویوں سے اچھے طریقے سے پیش آؤ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے حسن اخلاق سے پیش آتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی** (تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کیلیے سب سے بہتر ہوں)

یہ کہہ کر بزرگ نے سب لوگوں کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے چوہدری کریم داد اٹھ کھڑا ہوا اور بولا: ''میں اپنے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ آئندہ ہمیشہ کے لیے ہمارے علاقے سے ''ونی'' کی یہ فضول رسم ختم کر دی جائے گی۔'' سب نے تائید میں سر ہلا دیے اور چوہدری رحیم بخش کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو امڈ آئے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ بالکل مسلم ہے کہ معاشرہ میں جب تک خواتین دینی تعلیم سے بہرہ ور نہیں ہونگی اس وقت تک اولاد کی تربیت ناممکن ہے اور گھریلو زندگی میں بھی راحت کے پھول نہیں کھل سکتے اس لیے خواتین کو دینی اور معاشرتی تعلیم دینا ہماری اولین ترجیح ہے صراط مستقیم برائے خواتین کے نام سے متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے الگ سے نصاب ترتیب دیا ہے جس میں طہارت کے مسائل سے لے کر نکاح، طلاق تک اور گھریلو زندگی سے متعلقہ امور کو شریعت محمدیہ ﷺ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ انداز تفہیم بالکل سہل ہے جس سے کم عمر بچیوں سے لے کر سن رسیدہ خواتین تک سب بآسانی استفادہ کر سکتی ہیں۔

مکتبۂ اہل السنۃ والجماعۃ
0332-6311808
0321-6353540

ملکہ خیزران اور مزنا

بنت مختار حسین، جھنگ

ملکہ خیزران بڑی شان وشوکت کے ساتھ اپنے محل میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کی لونڈی نے آکر عرض کی ملکہ عالم! محل کی ڈیوڑی پر ایک نہایت ہی خستہ حال غریب عورت کھڑی ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہتی ہے۔ ملکہ نے کہا اس عورت کا حسب نسب دریافت کرو اور یہ بھی معلوم کرو اسے کس چیز کی ضرورت ہے لونڈی نے باہر آکر اس غریب عورت سے بہت پوچھا اس نے اپنا نام نسب اور خاندان کا پتہ سب کچھ بتا دیا لیکن اس نے یہ نہ بتایا کہ وہ ملکہ سے کیوں ملنا چاہتی ہے اس کا بس ایک ہی جواب تھا کہ جو کہنا چاہتی ہے ملکہ سے بس زبانی ہی کہے گی۔

لونڈی نے اندر آکے ملکہ کو عورت کا جواب سنایا تو وہ بہت حیران ہوئی اس وقت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی پڑپوتی زینب بنت سلمان بھی ان کے پاس بیٹھی تھیں وہ بنو عباس کی خواتین میں بہت دانا تسلیم کی جاتی تھیں ملکہ نے ان سے مشورہ کیا کہ کیا اس عورت کو اندر آنے کی اجازت دوں یا ملنے سے انکار کر دوں۔ انہوں نے فرمایا ضرور بلواؤ دیکھیں تو سہی کیا چاہتی ہے۔ چنانچہ ملکہ نے لونڈی کو حکم دیا کہ اس کو اندر آنے کی اجازت دے دی جائے۔

چنانچہ تھوڑی دیر میں ایک پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک انتہائی شکستہ حالت عورت کھڑی ہے اس کے دل کش خدوخال سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شریف زادی ہے لیکن میل کچیل اور بوسیدہ کپڑوں نے اس کی حالت گداگروں جیسی بلکہ اس سے بھی ابتر بنا رکھی ہے، وہ عورت پہلے تو ملکہ کا کروفر دیکھ کر ٹھٹکی پھر فوراً ہی جرأت کر کے ملکہ کو سلام کیا اور کہنے لگی: ''اے ملکہ! میں مروان بن محمد کی بیٹی مزنا ہوں جو خاندان بنو امیہ کا آخری تاجدار تھا۔ جوں ہی یہ بات اس کے منہ سے نکلی تو ملکہ خیزران کا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا اور اس نے اکڑ کے کہا:

''اے بدبخت عورت! تجھ کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تو اس محل کے اندر قدم رکھے؟

کیا تو نہیں جانتی کہ تیرے خاندان نے عباسیوں پر کیسے ظلم ڈھائے اے سنگ دل کیا تو وہ دن بھول گئی ہے کہ جب بنو عباس کی بوڑھی عورتیں تیرے پاس التجاء لے کر گئیں تھی کہ تو اپنے

باپ سے سفارش کر کہ میرے شوہر (مہدی) کا چچا امام محمد بن ابراھیم کی لاش دفن کرنے کی اجازت لے دے۔کم بخت عورت خدا تجھے غارت کرے تو نے ان معزز اور مظلوم خواتین پر ترس کھانے کی بجائے انہیں ذلیل کر کے محل سے نکلوا دیا تھا۔کیا تیری یہ حرکت انسانیت کی توہین نہیں تھی؟ مانا کہ آپس میں دشمنی تھی لیکن پھر بھی ایک بے بس اور لاچار دشمن کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہ تھا۔خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم سے حکومت چھین لی اور تمہیں ذلیل کیا۔مزنا! خیریت اسی میں ہے کہ تم فورا یہاں سے چلی جاؤ۔''

مزنا؛ ملکہ کی باتیں سن کر بالکل مرعوب نہ ہوئی بلکہ اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور بولی:''بہن! اپنے آپ سے باہر نہ ہو جو کچھ میں نے کیا خدا سے اس کی سزا پالی۔خدا کی قسم جو کچھ تم نے کہا وہ سچ ہے اسی کی پاداش میں خدا نے مجھے ذلیل کر کے تمہارے سامنے لا کھڑا کیا۔کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کسی وقت میں تجھ سے زیادہ شوخ اور شریر تھی دولت اور حشمت میرے گھر کی لونڈی تھی مجھے اپنے حسن پہ ناز تھا اور تکبر نے مجھے اندھا کر دیا تھا مگر تم نے دیکھا کہ جلد ہی زمانے نے اپنا ورق الٹ ڈالا خدا نے اپنی تمام نعمتیں مجھ سے چھین لیں اور اب میں ایک فقیر سے بدتر ہوں کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارے ساتھ بھی یہی کچھ ہو؟ اچھا خوش رہو، میں جاتی ہوں۔

اتنا کہہ کر مزنا نے تیزی سے باہر کا رخ کیا لیکن ابھی چند قدم جانے ہی پائی تھی کہ خیزران نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور چاہا کہ گلے سے لگا لے لیکن مزنا نے پیچھے ہٹ کر کہا خیزران سنو! تم ملکہ ہو اور میں ایک غریب اور بے کس عورت..... میرے کپڑے بوسیدہ اور غلیظ ہیں میں اس قابل نہیں کہ ملکہ مجھ سے بغل گیر ہو۔خیزران نے آبدیدہ ہو کر لونڈیوں حکم دیا کہ مزنا کو نہلا دو اور اعلی درجہ کی پوشاک پہنا دو اور پھر اسے عطر میں بسا کر میرے پاس لے آؤ۔

لونڈیوں نے ملکہ کے حکم کی تعمیل کی اس وقت مزنا کو دیکھ یوں معلوم ہوا کہ چاند بادل سے نکل آیا ہے خیزران بے اختیار مزنا سے لپٹ گئی، پاس بیٹھایا اور پوچھا دسترخوان بچھواؤں؟

مزنا نے کہا ملکہ آپ پوچھتی کیا ہیں آپ کے محل میں مجھ سے زیادہ کوئی بھوکا ہو گا فوراً دسترخواں بچھا دیا گیا، مزنا سیر ہو کر کھا چکی تو ملکہ نے پوچھا۔آج کل تمہارا سرپرست کون ہے؟ مزنا

نے سرد آہ بھر کر کہا! آج کس میں ہمت ہے کہ میری سرپرستی کرے مدتوں سے دردر کی ٹھوکریں کھا رہی ہوں کوئی رشتہ دار بھی دنیا میں موجود نہیں کہ اس کے ہاں جا کر پڑوں بس کچھ قرابت ہے تو وہ اسی گھرانے (بنوعباس) سے ہے۔

خیزران نے فوراً کہا مزنا! آزردہ مت ہو آج سے تم میری بہن ہو میرے بہت سے محل ہیں تم ان میں سے ایک محل پسند کر لو اور یہیں رہو جب تک میں جیتی ہوں تمہاری ہر ضرورت پوری کروں گی۔ چنانچہ مزنا نے ایک عالی شان محل پسند کیا اور خیزران نے اس میں تمام ضروریات زندگی اور لونڈیاں غلام مہیا کر دیے ساتھ ہی پانچ لاکھ درہم نقد بھی اس کے حوالے کر دیے کہ جس طرح جی چاہے خرچ کر۔ شام کا خلیفہ مہدی حرم میں آیا اور دن بھر کے حالات پوچھنے لگا ملکہ خیزران نے اسے آج کا واقعہ تفصیل سے سنانا شروع کیا جب اس نے بتایا کہ میں نے مزنا کو اس طرح جھڑکا اور وہ قہقہہ لگا کر شان بے نیازی سے واپس چلی گئی تو خلیفہ فرط غضب سے بے تاب ہو گیا اور اس نے ملکہ کی بات کاٹ کر کہا: ''خیزران تم پہ ہزار افسوس، کہ خدا نے جو تمہیں نعمتیں عطاء کی ہیں تم نے ان کا شکریہ ادا کرنے کا ایک بیش بہا موقع ہاتھ سے کھو دیا تمہاری یہ حرکت ایک ملکہ کے شایان شان نہیں تھی۔''

خیزران نے کہا: ''امیر المومنین! میری پوری بات تو سن لیں اس کے بعد اس نے جب مزنا سے اپنے حسن سلوک کی تفصیل بتائی تو مہدی کا چہرہ چمک اٹھا اس نے خیزران کی عالی ظرفی کو بہت سراہا اور کہا آج سے میری نظر میں تمہاری قدر دو چند ہو گئی ہے۔ پھر اس نے اپنی طرف سے بھی مزنا کو اشرفیوں کے سو توڑے بھیجے اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ آج میری زندگی کا سب سے بڑا یوم مسرت ہے کہ اس نے ہمیں تمہاری خدمت کی توفیق دی، اب تم اطمینان سے یہاں رہو۔

اس کے بعد مزنا طویل عرصہ تک زندہ رہی مہدی کی وفات ۱۶۹ھ بمطابق ۷۸۵ء ہوئی اس کے بعد اس کا بیٹا ہادی بھی اس کی خدمت کرتا تھا ہادی کے بعد ۱۷۰ھ ۷۸۶ء میں ہارون الرشید خلیفہ بنا تو اس نے بھی مزنا کو ماں کے برابر سمجھا، اس کے عہد خلافت کی ابتدا میں مزنا نے وفات پائی تو ہارون الرشید بچوں کی طرح بلک بلک کے رویا اور اس کے جنازہ کو شاہانہ شان شوکت سے قبرستان پہنچایا۔

دوسری شادی

داعی قرآن مولانا محمد اسلم شیخوپوری

(متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم گذشتہ دنوں کراچی تشریف لے گئے تو دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ اپنے استاد مکرم مولانا محمد اسلم شیخوپوری دامت برکاتہم کو ان کی دوسری شادی کی مبارکباد دینے کے لیے خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا محمد اسلم شیخوپوری نے دوسری شادی کے عنوان سے اپنا ایک مختصر کتابچہ متکلم اسلام کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ افادہ عام کے لیے اسے شائع کیا جارہا ہے۔ ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ: فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع (القرآن)

(پس تم نکاح کروان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو دو، تین تین اور چار چار)

17 فروری بروز جمعرات لاہور میں جامعہ منظور الاسلامیہ کے استاذ حدیث اور حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب زید مجدھم کے خلیفہ مجاز صوفی محمد اکرم صاحب زید لطفہ کے ہاں مقیم تھا کہ صبح ناشتے کے موقع پر دوسری شادی کے موضوع پر بات چھڑ گئی۔ اس مجلس میں مولانا محمد اکرم صاحب کے علاوہ حضرت مولانا صوفی محمد سرور مجدھم کے بڑے صاحبزادے مولانا عتیق الرحمٰن صاحب، سعودیہ میں بیس سال گزار کر پاکستان آئے ہوئے قاری عطاء الرحمٰن صاحب اور حافظ جی (صوفی محمد اکرم صاحب کے سسر) کے علاوہ چند دوسرے ساتھی بھی موجود تھے، دوسری شادی کے موضوع پر سب سے زیادہ پرجوش اور مخلص قاری عطاء الرحمٰن صاحب تھے جن کے اخلاص کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے طے کر رکھا ہے کہ میں اپنی بیٹیاں صرف ان حضرات کے نکاح میں دوں گا جو دوسری شادی کرنا چاہتے ہوں گے انہیں اس بات پر حیرت تھی کہ لوگ چور اچکوں، رشوت خوروں، بے نمازوں اور گمراہوں کو اپنی بیٹیاں دے دیتے ہیں مگر انہیں نہیں دیتے جو دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔

حافظ صاحب کا کہنا تھا کہ ہمارے ہاں ماحول کچھ ایسا بن گیا ہے کہ دوسری شادی گناہ صغیرہ نہیں گناہ کبیرہ شمار ہوتی ہے اس حوالے سے انہوں نے اپنا تجربہ سناتے ہوئے بتایا کہ کئی سال پہلے میں نے اپنی اہلیہ کی علالت کی وجہ سے دوسری شادی کا ارادہ کیا تو اس کے مثبت اور منفی دو نتیجے نکلے۔ مثبت نتیجہ تو یہ نکلا کہ اہلیہ بھلی چنگی ہو کر کھڑی ہوگئی کہ مجھے تو کچھ بھی نہیں اور منفی نتیجہ یہ نکلا کہ رشتہ داروں نے طعنے دے دے کر جینا دوبھر کر دیا۔ میں جب اپنے گاؤں میں گیا تو ان میں سے بعض پوری سنجیدگی سے کہتے تھے ''حافظ جی! اساں تے تہانوں شریف آدمی سمجھدے ساں'' (ہم تو آپ کو شریف آدمی سمجھتے تھے)

شورکوٹ میں ایک مدرسے کے شیخ الحدیث جو کہ مجاز بیعت بھی ہیں انہوں نے دوسری شادی کر لی تو کئی مریدوں نے بیعت توڑ دی۔ ایک مریدنی نے خط لکھا کہ پہلے میں تہجد میں آپ کے لئے دعا کیا کرتی تھی اب بددعا کرتی ہوں ایک سلجھا ہوا اور صاحب ثروت ڈاکٹر ان کے گھر میں راشن دیا کرتا تھا، اس نے راشن بند کر دیا۔ کئی دوسرے دوستوں نے قطع تعلقی کر لی۔

یہ ایک واقعہ نہیں اس جیسے بے شمار واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض لوگ جہالت اور دجالی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایک سے زائد شادی کو گناہ سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن کے نصوص، حدیث کی تصریحات، انبیاء کے حالات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت، قدیم اور جدید مشاہدات و تجربات اور عقلی و نقلی دلائل سے نہ صرف تعدد ازواج کا ثبوت ملتا ہے بلکہ اس مٹی ہوئی سنت کو زندہ کرنے کے فوائد اور اس سے اعراض کے نقصانات سامنے آتے ہیں۔ مانا کہ ہمارے ہاں اس کا رواج نہیں رہا مانا کہ ایسا کرنے سے لوگوں کی زبانیں کھلتی اور انگلیاں اٹھتی ہیں مانا کہ دوسری، تیسری اور چوتھی شادی کرنے والے کو عیاش اور شہوت پرست سمجھا جاتا ہے، مگر کیا محض رسم و رواج اور طعن و تشنیع کے ڈر سے اللہ اور رسول کے حکموں کو نظر انداز کر دیا جائے گا؟ خواہ اس کے نتیجے میں لاکھوں بیٹیاں بے نکاحی بیٹھی رہیں، بدکاری عام ہوتی رہے؟

کون نہیں جانتا کہ فطرتاً مرد تعدد پسند ہے۔ اس کے اس فطری تقاضے کو پورا کرنے

کے لیے کچھ لوگ متعہ کو جائز قرار دیتے ہیں بعض عرب ممالک میں ''نکاح یسیر'' کے جواز کی بات چل رہی ہے۔ اہل مغرب نے مردوں کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ ہر رات نئی عورت کے ساتھ گزار سکتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اکثر مرد ایک ہی بیوی کے ساتھ پوری زندگی گزار دیتے ہیں اور اس پر مطمئن رہتے ہیں مگر ہر مرد ایسا نہیں ہوتا۔ بے شمار ایسے بھی ہیں جو تعدد چاہتے ہیں شریعت انہیں اجازت بھی دیتی ہے مگر وہ پہلی بیوی یا اپنے خاندان اور معاشرے کے عام افراد کے طعنوں کے ڈر سے دوسری شادی نہیں کرتے پھر یا تو دل ہی دل میں کڑھتے رہتے ہیں یا پھر ناجائز تعلقات کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ اسلام فطری اور جائز راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے یعنی اپنے حالات کے مطابق دو دو، تین تین اور چار چار شادیاں کرلو۔

قاری عطاء الرحمٰن صاحب کا کہنا یہ تھا کہ اس صورت حال کی کچھ ذمہ داری علماء پر بھی عائد ہوتی ہے جن میں سے بعض تعدد کا جواز تو بیان کر دیتے ہیں مگر نہ تو خود دوسری شادی کرتے ہیں نہ دوسری کی خواہش رکھنے والوں کو رشتہ دیتے ہیں حالانکہ بسا اوقات ناتجربہ کار نوجوانوں کے مقابلے میں پختہ عمر والے زیادہ باوفا اور سنجیدہ ہوتے ہیں۔

قاری صاحب کی درد بھری اور معقول گفتگو سے متاثر ہو کر مولانا عتیق الرحمٰن صاحب نے تجویز پیش کی کہ ایسی جماعت تشکیل دی جائے جو نہ صرف تعدد ازواج جیسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کرنے کی تحریک چلائے بلکہ شریعت کے حکم کے مطابق وراثت کی تقسیم پر بھی مسلمانوں کو آمادہ کرے اس سلسلے میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ اس تحریک کے علمبرداروں کو سب سے پہلے خود عملی نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ چنانچہ قاری صاحب نے مجھے ترغیب دی کہ سب سے پہلے آپ دوسری شادی کریں بلکہ اسی مجلس میں اعلان کر دیں۔ رشتے کی ذمہ داری میرے اوپر ہے ایک اچھی شکل وصورت والی حافظہ عالمہ آپ کے لئے موجود ہے۔ آپ بس رضامندی ظاہر کر دیں مگر میں نے اپنی اہلیہ سے مشورہ کیے بغیر رشتہ قبول کرنے سے معذرت کرلی۔

اللہ کی قسم! یہ بھی محض قرآن کی نسبت اور خدمت کی برکت ہے کہ ایک معذور اور

صاحب اولاد انسان کو اچھے اچھے رشتوں کی پیش کش ہو رہی ہے اور وہ بھی بغیر کسی تگ و دو اور سلسلہ جنبانی کے۔

الحمدللہ! میں شروع ہی سے تعدد ازواج کا قائل رہا ہوں اور اس موضوع پر لکھنے والوں کی نہ صرف میں نے حوصلہ افزائی کی بلکہ ان میں سے بعض کی کتابوں پر تقریظ لکھنے کی سعادت بھی مجھے حاصل ہوئی۔ منبر و محراب سے بھی میں نے وقتاً فوقتاً آواز اٹھائی کیونکہ میں پوری دیانت داری سے فحاشی کا راستہ روکنے اور بے نکاحی خواتین کو در بدر کی ٹھوکریں کھانے اور اپنوں اور غیروں کے طعنے سننے سے بچانے کے لیے ہر اس شخص کے لیے ایک سے زائد شادیاں مناسب سمجھتا ہوں۔

☆ جس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔

☆ وہ سب کے حقوق ادا کر سکتا ہو۔

☆ عدل کر سکتا ہو۔

☆ کثرت اولاد کے ذریعے امت میں اضافہ کرنا چاہتا ہو اور جس کا خیال یہ ہو کہ تعدد کی وجہ سے میرے گھر کا سکون تباہ نہیں ہوگا اور گھر کے سکون کو تباہی سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ پہلی بیوی کی ذہن سازی کی جائے، اسے یقین دلایا جائے کہ اس کی حق تلفی نہیں ہوگی اور اس کی تھوڑی سی قربانی سے ایک بے نکاحی کا گھر بس جائے گا۔ جب ہم قربانی کی بات کرتے ہیں تو لوگوں کی نظر صرف اس قربانی کی طرف جاتی ہے جو پہلی بیوی دیتی ہے یا جو دوسری بیوی بننا قبول کرتی ہے حالانکہ قربانی صرف عورت کی نہیں ہوتی مرد کی بھی ہوتی ہے وہ مرد قابل تعریف ہے جو حلال روزی کما کر دو گھروں کو آباد کرتا ہے اور کسی ایک کے ساتھ بھی ظلم اور زیادتی کا ارتکاب نہیں کرتا۔ عام طور پر اسے مرد کی عیاشی سے تعبیر کر دیا جاتا ہے حالانکہ عیاشی تو تب ہوتی جب وہ نکاح کے بغیر ادھر ادھر منہ مارتا اور اپنے اوپر کوئی ذمہ داری نہ لیتا۔

نکاح کی صورت میں بیوی اور پھر اس سے پیدا ہونے والے بچوں کی تربیت اور پرورش کا بوجھ اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھانے والے کو ہم کیسے عیاش کہہ سکتے ہیں؟ اور اگر عیاشی کا

طعنہ دیے بغیر کسی کو سکون نہیں ملتا تو ہم عرض کریں گے کہ اگر یہ عیاشی ہے تو شریعت کے دائرے میں ہے اور اس کی اجازت خود اللہ اور اس کے رسول نے دی ہے مگر سخت اندیشہ ہے کہ کل کلاں پہلی شادی کو بھی عیاشی یا کچھ اور قرار دے کر قابل نفرت عمل نہ بنا دیا جائے ۔ دجالیت کے علمبرداروں کی یہی کوشش ہے کہ وہ نکاح جیسا مبارک عمل ختم کر کے حرام کاری کو فروغ دینا چاہتے ہیں ۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم نکاح کو آسان اور زنا کو مشکل تر بنا دیں ۔

تعدد ازواج بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے نہ صرف یہ کہ مردوں میں ''کثیر الازواجی'' عرف کو فروغ دیا جائے بلکہ ایسا ماحول بنا دیا جائے کہ کوئی بھی خاتون خواہ وہ کنواری ہو یا مطلقہ اور بیوہ، بغیر شوہر کے نہ رہے، شرط یہ ہے کہ وہ نکاح کرنا چاہتی ہو۔ میں سمجھتا ہوں اگر اپنے بچوں کا مستقبل بنانے اور سر چھپانے کا ٹھکانہ حاصل کرنے کے لیے مطلقہ اور بیوہ کو اپنے بعض حقوق سے دستبردار بھی ہونا پڑے تو ہو جانا چاہیے ورنہ ممکن ہے اسے زندگی بھر اپنوں اور غیروں کے طعنے سننا پڑیں اور زکوۃ خیرات پر گزر بسر کرنی پڑے کیونکہ عوام کے ذہنوں میں یہ بات تقریباً راسخ ہو چکی ہے کہ جو بیوہ ہوتی ہے وہ زکوۃ کی مستحق ہوتی ہے ۔

میں نے جب کبھی تعدد ازواج کی حمایت میں آواز اٹھائی مجھے اس اعتراض کا سامنا کرنا پڑا کہ جب یہ اتنا اچھا بلکہ آج کے حالات میں اہم عمل ہے تو آپ خود اس کی ہمت کیوں نہیں کرتے ؟ اس اعتراض کے جواب میں ہمیشہ یہ عرض کرتا ہوں کہ الحمدللہ! میری ازدواجی زندگی بہت اچھی گزر رہی ہے اور میں دوسری بیوی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اور یہ ہے بھی حقیقت ۔ اللہ تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے جو بیوی عطا کی ہے وہ وفادار اور حیا، صورت اور سیرت میں ممتاز ترین ہے ۔ اگر میں اسے لاکھوں میں ایک کہوں تو بالکل غلط نہیں ہوگا ۔ ہمارے درمیان مثالی محبت ہے مگر گزشتہ چند سالوں سے اسے کبھی کبھی سر اور جوڑوں میں ایسا شدید درد اٹھتا ہے کہ چلنا پھرنا محال ہو جاتا ہے کئی کئی راتیں نیند نہیں آتی اور بھوک بھی ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے ہمارے درمیان کئی بار دوسری شادی کے حوالے سے بات ہوئی تا کہ آنے والی ہم دونوں کی مشترکہ خدمت کرے ۔

لاہور سے واپس آنے کے بعد میں نے ''مسجد توابین'' میں مذکورہ موضوع پر چند بیانات کئے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ اگرچہ دوسری شادی فرض اور واجب کا درجہ نہیں رکھتی مگر ہمارے ہاں جس طرح دو تین یا چار شادیاں کرنے والے کو اچھوت بنا دیا جاتا ہے اور اسے گندی نظروں سے دیکھا جاتا ہے یہ بھی ہرگز مناسب نہیں ہے۔ میں نے خواتین کو بھی سمجھایا کہ وہ اپنے شوہروں کو بخوشی دوسری شادی کی اجازت دیں اور مردوں سے بھی گزارش کی کہ وہ اسے نہ تو عار سمجھیں اور نہ ہی گناہ۔ البتہ اقدام سے پہلے اپنے اہل وعیال کی ذہن سازی ضروری کرلیں، کیونکہ اخلاقی طور پر پہلی بیوی کے جذبات نظرانداز کر دینا ہرگز مناسب نہیں، خصوصاً ایسی خاتون جس نے زندگی کے مشکل دنوں میں ساتھ دیا ہو، اور ایسے انسان کو تو میں انتہائی گھٹیا سمجھتا ہوں جو گھر میں دوسری بیوی آنے کے بعد پہلی بیوی کے حقوق پامال کرے یا اسے تذلیل وتحقیر کا نشانہ بنائے۔ جو جوشیلے دوست پہلی بیوی کی ذہن سازی کیے بغیر سوکن گھر میں لا بٹھاتے ہیں ان میں سے اکثر بعد میں پریشان ہوتے ہیں۔ ایسی خواتین انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں جو سوکن کو بخوشی قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں ہمارے ہاں سوکن کا لفظ دشمنی، نفرت، زیادتی اور حسد کا استعارہ بن چکا ہے۔

آج کے نفرت زدہ ماحول میں شاید کسی کو یقین نہ آئے مگر حقیقت یہی ہے کہ میرے بیان سے سب سے پہلے میری اہلیہ ہی متاثر ہوئیں اور انہوں نے نہ صرف مجھے دوسری شادی کی اجازت دے دی بلکہ میرے لیے رشتے کا انتخاب بھی ازخود کیا۔ دوسرا بظاہر ناقابل یقین واقعہ یہ پیش آیا کہ جس لڑکی کو میری اہلیہ نے پسند کیا خود اسے اور اس کے سگے بھائی کو ایسے خواب دکھائی دیے جو میرے ساتھ رشتے کے حق میں تھے اور انہوں نے خود ہی رشتے کی پیش کش کر دی۔ خوب استخارہ کے بعد میں نے نکاح ثانی کا ارادہ کرلیا ہے، جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ ہمارے ہاں اسے سخت معیوب سمجھا جاتا ہے اور ایسا کرنے والے کو گالیاں تک دی جاتی ہیں، اس لیے میں نے اس تحریر کے ذریعے سارے معاملے کی وضاحت ضروری سمجھی ہے۔ امید ہے میرا اور میری اہلیہ کا یہ عمل بہت سوں کے لیے قابل تقلید مثال ثابت ہوگا۔ جہاں تک ہمارے رشتہ داروں، محبت کرنے

والے خواتین و حضرات اور ناقدین کا تعلق ہے، میں ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کرتے ہوئے زیر نظر مسئلہ کی تائید میں چند ٹھوس دلائل پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ یہ دلائل چند نکات کی صورت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ اس موضوع پر سیر حاصل مطالعہ کے لیے آخر میں چند کتابوں کے نام دیے جائیں گے وہ بھی دیکھ لی جائیں۔

☆ سورہ نساء میں ہے:

''پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں، دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے، پس اگر تمہیں خوف ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی سے کرو۔ یا پھر ان باندیوں پر اکتفا کرو جن کے تم مالک ہو۔'' اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے گنتی کو ایک سے نہیں بلکہ دو دو، تین تین اور چار چار شادیوں سے شروع کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل حکم ایک سے زیادہ نکاح کرنے کا ہے، البتہ اگر کوئی عدل نہ کر سکتا ہو تو وہ ایک پر ہی اکتفا کرے۔

(روح المعانی 194/4)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نکاح کرو اس لئے کہ اس امت میں بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہیں۔

(بخاری، 4782)

انبیائے کرام علیہم السلام کی ازدواجی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین، حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار، حضرت داؤد علیہ السلام کی نو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویوں اور تین سو حرموں کا ذکر ملتا ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گیارہ بیویاں تھیں۔

خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت بھی تعدد کی تائید کرتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے چار، حضرت عمر فاروق نے آٹھ، حضرت عثمان نے آٹھ، حضرت علی نے نو، حضرت حسن نے ستر اور حضرت زبیر بن عوام نے چار شادیاں کیں (رضی اللہ عنہم)

☆ دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے اکثر زیادہ رہتی ہیں۔ جنگوں میں بھی مرد ہی زیادہ

کام آتے ہیں۔ ویسے بھی اللہ کی شان سے یہ امر بہت بعید ہے کہ وہ چار چار شادیوں کی اجازت تو دے مگر عورتیں زیادہ پیدا نہ کرے۔ کچھ عرصہ پہلے اعداد وشمار کے ماہرین کی جو رپورٹ سامنے آئی ہے اس کے مطابق مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد برطانیہ میں چالیس لاکھ، جرمنی میں پچاسی لاکھ، روس میں ستر لاکھ، امریکہ میں اٹھہتر لاکھ اور پاکستان میں ایک کروڑ سے کچھ زائد ہے

(شادیوں کی شرعی حیثیت)

☆ اللہ نے مرد کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ عام طور پر اس کے دل میں ایک سے زیادہ عورتوں کی خواہش ہوتی ہے۔ اس خواہش کو کوئی جائز طریقے سے پورا کرتا ہے اور کوئی ناجائز طریقے سے، البتہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالی صبر عطا فرمادیتے ہیں اور وہ ناجائز طریقے کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ مرد کی اس فطری خواہش کی وجہ سے اسے جنت میں ایک سے زیادہ بیویاں اور حوریں عطا کی جائیں گی۔

☆ طبی ماہرین کے اس پر متفق ہیں کہ جسمانی اور جنسی طور پر مرد عورت کے مقابلے میں مضبوط ہوتا ہے۔ حیض، حمل اور رضاعت کے مراحل بھی عورت کی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض اوقات تو وہ بے چاری ادھ موئی ہو کر رہ جاتی ہے وضع حمل کے بعد تو اسے نئی زندگی ملتی ہے۔

☆ کثرت اولاد کی خواہش بھی تعدد کے جواز کا تقاضا کرتی ہے اگرچہ کثرت اولاد کو کثرت ازواج کی طرح دجالی تہذیب کے پیروکاروں نے قابل شرم عمل بنادیا ہے مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہ ہے ''ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہو کیونکہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت کی وجہ سے تم پر فخر کروں گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں بسا اوقات کسی عورت سے نکاح کرتا ہوں حالانکہ مجھے نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی اور زوجہ سے ہم بستری کرتا ہوں حالانکہ مجھے جماع کی خواہش نہیں ہوتی، کیونکہ میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالی میرے ذریعے اتنی اولاد پیدا کرے جس کی کثرت کی وجہ سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے پیغمبروں پر فخر کرسکیں۔''

(تفسیر قرطبی 328/9)

☆ دوسری شادی زندگی کے کسی بھی دور میں کی جاسکتی ہے ہمارے ہاں صورت یہ ہے کہ کوئی بڑی عمر میں دوسری شادی کرے تو کہا جاتا ہے کتنی بے شرمی ہے کہ بچوں کی شادی کی بجائے اپنی شادی کی جارہی ہے۔ اگر کوئی جوانی میں کرے تو چھوٹے چھوٹے بچوں کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر زمانہ قریب کے بزرگان دین تک عمر کے کسی بھی حصہ میں شادی کرتے رہے ہیں۔ محدث العصر حضرت بنوری رحمہ اللہ نے غالباً 75 سال کی عمر میں نوجوان خاتون سے شادی کی تھی۔ فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کے والد نے سو سال کی عمر میں شادی کی اور اس سے بچے بھی پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا فضل رحمٰن رحمہ اللہ کی عمر سو سال سے بھی زائد تھی جب انہوں نے دوسری شادی کی تھی۔

☆ یہ ضروری نہیں کہ دوسری شادی صرف اس صورت میں کی جاسکتی ہے جب پہلی بیوی سے تعلقات خراب ہو جائیں یا وہ بدصورت، لاولد یا بیمار ہو۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کی صورت وسیرت اور ذکاوت وذہانت بھی مثالی تھی۔ اس کے باوجود آپ نے ان سے نکاح کے بعد سات مزید عورتوں سے نکاح فرمایا۔

☆ یہ بھی ضروری نہیں کہ دوسری شادی مطلقہ یا بیوہ ہی سے کی جائے اس لئے کہ ہمارے سینے میں دل اور دل میں جذبات رکھنے والے اللہ نے "ما طاب لکم" فرما کر اپنی پسندیدہ عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ باوجودیکہ خود ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کے سوا مطلقہ اور بیوہ عورتوں سے نکاح فرمائے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کنواری اور جوان عورتوں سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا۔

☆ اس حقیقت سے تو خیر کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام نے نہ صرف تعدد کی اجازت دی ہے بلکہ اس میں بہت سارے منافع بھی پوشیدہ ہیں البتہ اکثر خواتین کو یہ اندیشہ پریشان کرتا ہے کہ گھر میں دوسری اور نئی نویلی بیوی آجانے کی صورت میں مجھے نظر انداز کر دیا جائے گا اور یہ اندیشہ اتنا بے بنیاد بھی نہیں ہوتا کیونکہ بعض شوہر واقعتاً ایسا ہی کرتے ہیں وہ پہلی

بیوی کو نظر انداز ہی نہیں کرتے بسا اوقات دوسری کی خوش رکھنے کے لئے پہلی پر ہاتھ بھی چلانے لگتے ہیں بالخصوص وہ شوہر جو کسی بے حجاب اور بے حیا عورت کے محض حسن سے متاثر ہوکر اسے اپنے عقد میں لے آتے ہیں ان کی طرف سے ایسے واقعات زیادہ پیش آتے ہیں بلکہ ایسی عورتیں خود انہیں ظلم اور زیادتی پر اکساتی ہیں۔ ایسے ظالم شوہروں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام نے تعدد کی اجازت صرف انہیں دی ہے جو عدل کر سکتے ہوں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ عدل کا معاملہ نہ کیا تو قیامت کے دن وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ مفلوج ہوگا۔'' (ترمذی، مشکوۃ)

☆ دوسری شادی کی ترغیب کا مقصد صرف یہ نہیں کہ شریعت کے مطابق حقوق ادا کرنے کی سکت رکھنے والے حضرات اس مٹتی ہوئی سنت کو زندہ کرنے کے لئے آمادہ ہوجائیں بلکہ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ جن کی بیٹیاں اور بہنیں بے نکاحی گھر میں بیٹھی ہوئی ہیں وہ ایسے شریف اور سنجیدہ مردوں کو رشتہ دینے کے لئے تیار ہوجائیں جو دوسری شادی کرنا چاہتے ہوں۔

☆ یہ بات خاص طور پر ملحوظ رکھنی چاہئے کہ عقلی اور نقلی دلائل کی کثرت کے باوجود چونکہ ہمارے ہاں دوسری شادی کا ماحول نہیں ہے، اس لئے اس وادی پر خار میں سوچ سمجھ کر قدم رکھنا چاہئے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ جب تک پہلی بیوی اور بچوں (بالخصوص جبکہ بڑے ہوں) کی ذہن سازی نہ کرلی جائے، تب تک دوسری شادی نہیں کرنی چاہیے، ورنہ ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا کہ گھر کا امن اور سکون تباہ ہوکر رہ جائے گا۔

☆ آخر میں اس موضوع پر لکھی گئی چند کتابوں کے نام دیے جارہے ہیں، امید ہے کہ ان کے مطالعہ سے بہت سارے اشکالات رفع ہوجائیں گے اور اطمینانِ مزید نصیب ہوگا۔

1- ایک سے زائد شادیوں کی ضرورت کیوں؟ تالیف مولانا طارق مسعود صاحب۔ (اس کتاب پر بندہ نے بھی تقریظ لکھی ہے۔)

2- اسلامی نظریہ تعدد ازدواج: تالیف محمد سلیم الدین آغا رحمہ اللہ (اس کتاب پر مفتی ابولبابہ

شاہ منصور زید مجدہم کی تصدیق ثبت ہے اس کتاب کے مولف کتاب شائع ہونے سے قبل محض 28 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے)

3- فضل تعدد زوجات (شیخ خالد الجریس، ریاض)

4- عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں۔

5- اسلامی شادی۔

6- اسلام کا نظام عفت وعصمت۔

7- شادی سے شادیوں تک۔ (یہ دو امریکی خواتین، ام عبدالرحمٰن ہرش فیلڈ اور ام یاسمین رحمٰن کے قلم سے اپنی نوعیت کی بہترین تصنیف ہے)

8- اسلام اور جنسیات۔

نوٹ: یہ عاجز تحریر اور تقریر کے ذریعے نوجوان اولاد کے رشتے جلد کرانے، عقد نکاح سادگی سے کرنے، رشتے میں سیرت اور دین داری کو معیار بنانے، ہندوانہ اور ظالمانہ رسموں سے بچنے، بوقت ضرورت دوسری شادی کو گناہ نہ سمجھنے کی ترغیب تو دے سکتا ہے مگر بہت سارے اعذار اور مصروفیات کی بنا پر رشتے نہیں کروا سکتا۔ لہذا نکاح اول یا ثانی کی خواہش رکھنے والے حضرات و خواتین یا والدین اس مقصد کے لئے اس کی طرف ہرگز رجوع نہ کریں۔

اک مشورہ

دوران گفتگو..... بامعنی وقفے آنے لگ جائیں.....

تو باقی گفتگو بے معنی ہو جاتی ہے.....

سنو! اے سخن ور میرے.....

ہمیں اب حاشیے پہ اپنی دھیان دینا چاہئے.....

رانا ارسلان، فاروق آباد

ذوق

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

ایک روز مجلس میں کسی نے کہا شاہ جی انسان بھی خدا کی عجیب مخلوق ہے کسی کو شعر و شاعری کا ذوق ہے کوئی شاعری کو قطعاً پسند نہیں کرتا، کوئی تیز لال مرچ کا سالن پسند کرتا ہے کوئی مرچوں سے دور بھاگتا ہے ہر شخص کا اپنا اپنا ذوق ہے۔ ملک صاحب نے کہا شاہ جی یہ تو بتائیے کہ ذوق، ذائقہ اور چٹخارے میں کیا فرق ہے؟ شاہ جی نے کہا: ذوق ذائقہ اور چٹخارے میں بہت لطیف فرق ہے۔ ذوق طبع لطیف کا آئینہ دار ہوتا ہے، ذائقہ کھانے اور صحت کے اچھے ہونے کی دلیل ہے اور چٹخارہ چٹورپن اور شوقین مزاجی کا عکاس ہوتا ہے۔ ذوق چائے، ذائقے کے دلدادہ لسی اور چٹخارے کے رسیا پانی بتاشے یعنی گول گپے پسند کرتے ہیں۔ منہ اور معدہ اجازت دے تو ذائقے اور چٹخارے کے لیے گوالمنڈی کا ہریسہ، لوہاری کی نہاری اور بھاٹی کے سری پائے کھائیے منہ میں چھالے پڑ جائیں اور معدے میں زخم ہو جائیں تو کسی ماہر طبیب حکیم سے مشورہ کیجئے۔

اتنے میں ایک حکیم صاحب تشریف لے آئے۔ شاہ جی نے یوں ان کا تعارف کرایا کہ یہ حکیم عبداللطیف صاحب ہیں، لطیف ذوق کے مالک ہیں، کافیاں سنتے ہیں کافی پیتے ہیں اور کلاسکی موسیقی پسند کرتے ہیں یوں اپنے ذوق لطیف کا ثبوت دیتے ہیں مہمانوں کو مفت اپنا کلام بلاغت نظام سناتے ہیں مریضوں کو مفت دوائے نزلہ وزکام دیتے ہیں، ہماری صحت خراب ہو یا ہمیں صحبت خوب کی تلاش ہو تو ہم ان کے مطب میں جاتے ہیں، خمیرہ گاؤزبان کھاتے ہیں کوثر وسلسبیل میں دھلی ہوئی زبان سنتے ہیں کہ اہل زبان ہیں اور دھلی مرحوم سے تعلق رکھتے ہیں جب بولتے ہیں تو دوسروں کے کانوں میں رس گھولتے ہیں اور جب خاموش رہتے ہیں۔

اگرچہ عام کہاوت ہے:

نائی، دائی، بید، قصائی انکی غلاظت کبھی نہ جائی

لیکن ان کی دکان پر صفائی ان کی زبان اور ان کے دل کی صفائی کی طرح بے مثال ہوتی ہے۔اب شفاف مرتبانوں اور بوتلوں سے شربت اور مربے آنکھیں مارتے ہوئے بڑے بھلے لگتے ہیں اور ذوق زبان کو یوں بھڑکاتے ہیں کہ پیسہ پاس نہ ہو تب بھی جی چاہتا ہے کہ ادھار سے ہی ان مربہ جات اور مشروبات سے زبان اور دل کو بہلایا جائے۔

کسی نے کہا کہ شاہ جی! آج کل کے حکماء کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ذرا اس موضوع پر تو روشنی ڈالئے۔شاہ جی نے کہا: ''میاں! اس پر خاموشی ہی بہتر ہے اس باب میں ہم حق بات کہہ کر شرمندہ ہوں گے آپ لوگ اسے سمجھ کر افسردہ ہوں گے مہمان محترم حکیم عبداللطیف صاحب سن کر اسے بدمزہ ہوں گے۔'' حکیم صاحب نے کہا:

''نہیں شاہ جی! جو حق بات ہے اسے ضرور فرمایئے۔ہم اس بات کا برا نہیں مناتے حق بات سن کر بدمزہ نہیں ہوتے اور تنقید سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔''

شاہ جی نے کہا یہ کوئی منہ دیکھے کی بات نہیں بلکہ حقیقت ہے۔کہ حکیم عبداللطیف حکمائے کامل میں سے ہیں۔البتہ آج کل کے حکماء نیم حکیم خطرہ جان کے زمرہ میں ہوتے ہیں۔ایک زمانے میں حکیم، عالم متبحر یعنی تمام علوم کا ماہر بلکہ علامہ دھر ہوتا تھا طبابت کا حکیمیت کا پیشہ اضافی یا ثانوی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ علماء وقت طلباء کو مفت دوائی دیتے تھے طبابت سے روزی کماتے تھے اور اعلیٰ انسانی اقدار کے مالک ہوتے تھے۔حقیقت یہ ہے کہ حکیم یا ڈاکٹر وہی اچھا ہے جو اچھا انسان بھی ہو، اگرچہ کوئی پیشہ بھی ہو جسے وہ اختیار کرے اس کا اچھا انسان ہونا ضروری ہے لیکن معالج اگر اچھا انسان نہ ہو تو اس سے مال کے خطرے کے ساتھ ساتھ جان کا خطرہ بھی ہے۔ویسے ان کے ہاتھ میں شفاء نہیں ہوتی خواہ وہ کتنا بڑا حاذق طبیب یا ماہر ڈاکٹر کیوں نہ ہو۔ ایک حکیم سے کسی حاکم وقت نے کہا کہ'' مجھے اپنے دشمن کو مارنے کے لئے ایک ایسا زہر جو اسے آہستہ آہستہ ختم کر دے دو تا کہ کسی کو یہ خبر نہ ہو کہ یہ زہر سے مرا ہے۔جتنی بھی دولت تم انعام میں مانگو میں تمہیں دوں گا۔'' اس نے کہا: ''حضور! میں حکیم ہوں صحت اور زندگی کے لیے دوائیں دیتا

ہوں ،زندگی ختم کرنے کے لیے نہ دوائیں تیار کی ہیں نہ دیتا ہوں نہ مجھے ایسے زہروں کا علم ہے مجھے معاف رکھیے اگر یہ حکیم اچھا انسان نہ ہوتا تو آج تاریخ میں اس کا نام نیک نامی سے زندہ نہ رہتا آج بھی بحیثیت وہ حکیم تاریخ کے اوراق زندہ ہے۔

حکماء یعنی اطبائے اسلامی نہ صرف بے مثال نباض اور فن طبابت میں ماہر ہوتے تھے بلکہ ماہر نفسیات بھی ہوتے تھے ۔تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ حکماء بعض اوقات صرف نفسیاتی طریقوں سے مریض کا علاج کیا اور مریض حیرت انگیز طور پر صحت یاب ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کی مجلس میں ایک کنیز کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر آئی وہ جھکی تا کہ خوان کو سر سے زمین پر رکھے جب اس نے چاہا کہ سیدھی کھڑی ہو جائے تو سیدھی کھڑی نہ ہوسکی اور اس طرح جھکی کھڑی رہی اس ریح غلیظ کی وجہ سے جو اس کے جوڑوں میں پھنس گئی تھی بادشاہ نے دربار میں موجود طبیب سے کہا کہ جس طرح بھی ہو اس کا فورا علاج کرو۔ چونکہ دوائیں پاس نہیں تھیں اس لئے دواؤں سے علاج کرنا ممکن نہیں تھا طبیب نے نفسیاتی علاج کی طرف رخ کیا اور کہا کہ اس کا دوپٹہ اتار دو اور اس کے سر کو ننگا کر دو ایسا ہی کیا گیا اس پر حیا غالب آئی اور اس میں حرارت پیدا ہوئی جس سے ریح تحلیل ہوگئی اور وہ سیدھی کھڑی ہوگئی اور واپس چلی گئی۔

منصور بن نوح جوڑوں کے درد میں مبتلا ہوگیا جس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے اور بادشاہ نے علاج کے لئے محمد بن زکریا رازی کو بلایا اس نے ہر چند علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا ایک دن بادشاہ کے پاس آیا اور کہا اب تک میں نے جو علاج کیا اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اب میں ایک اور علاج کروں گا اور اس میں فلاں گھوڑے اور خچر کی ضرورت ہوگی ۔ یہ دونوں تیز رفتاری میں مشہور تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں ان کے حوالے کر دیے جائیں ۔اس نے بادشاہ سے کہا آپ حمام میں بیٹھیں اور وہاں کوئی ملازم اور مصاحب نہیں ہونے چاہییں اور حمام کے باہر یہ دونوں یعنی گھوڑا اور خچر باندھ دیے جائیں۔

پس بادشاہ کو حمام میں بٹھا دیا اور نیم گرم پانی اس پر ڈالا اور شربت جو اس کے لئے تیار

کیا تھا اسے دیا تا کہ اسے پی لے۔ کچھ دیر بعد جب دوا کا اثر اس پر ہو گیا تو حکیم محمد رازی بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اسے برا کہنا شروع کر دیا۔ بادشاہ یہ سن کر غصہ میں آیا اور اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ گھٹنوں تک کھڑا ہو سکا محمد زکریا نے چاقوں نکال لیا اور زیادہ سخت رویہ اختیار کیا بادشاہ غصہ اور خوف سے کھڑا ہو گیا بادشاہ تندرست ہو گیا اور طبیب غائب۔ ساتویں روز محمد زکریا نے گھوڑے اور خچر کو معذرت نامے کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھجوا دیا گرگان کے بادشاہ قاباس بن دشتم گیر کا ایک رشتہ دار نوجوان ایسا بیمار ہوا کہ سارے طبیب عاجز آ گئے آخر بوعلی سینا کو اس کے علاج کے لیے بلایا گیا بوعلی سینا نے مریض کا معائنہ کیا اور کہا کہ مجھے ایک شخص کی ضرورت ہے جو گرگان شہر کے تمام محلوں اور مکانوں کے بارے میں معلومات رکھتا ہو چنانچہ ایسے شخص کو بوعلی سینا کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

اس نے بیمار کی نبض پہ ہاتھ رکھا اور اس شخص سے کہا کہ گرگان کے تمام محلوں کا نام لو! اس نے محلوں کے نام لینا شروع کر دیے یہاں تک کہ وہ اس محلے کے نام پر پہنچ گیا کہ جس کا نام لینے سے مریض کی نبض کی حرکت اور تیز ہو گئی۔ بوعلی نے اس محلے کی تمام گھروں کے نام بتانے کو کہا اس نے بتانے شروع کئے ایک ایسے گھر کا نام آیا جس کا نام لینے سے مریض کی نبض کی حرکت تیز ہو گی۔

بوعلی نے اس گھر کے تمام نام جاننے والے کو بلایا اور اس سے گھر کے افراد کے نام پوچھے جب بتانے والا اس نام پر آیا جس کا نام لیتے ہی مریض کی نبض اور تیز ہو گئی تو بوعلی نے کہا میں نے مرض دریافت کر لیا۔ اور قابوس کے معتمدین کو بتایا کہ یہ مریض عشق کے مرض میں مبتلا ہے فلاں محلے میں فلاں لڑکی پر عاشق ہے قابوس نے یہ پوچھا تم نے یہ کیسے جانا کہ یہ فلاں لڑکی پر عاشق ہے؟ بوعلی نے بتایا کہ میں نے اس نبض کی حرکت قارورہ کے معائنے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ نوجوان علت عشق میں مبتلا ہے سو میں نے اس کے سامنے شہر کے محلوں گھروں میں گھر میں رہنے والوں کے لیے جس محلّہ اور گھر کے نام پر اس کی نبض تیز ہوئی میں نے جان لیا کہ یہ گھر اس کے محبوب کا ہے تا کہ گھر کے افراد کا نام لینے کے سلسلہ میں جب اس کی محبوبہ کا نام آیا تو اس کی نبض بہت تیز ہو گی یوں اس کی محبوب کا نام

بھی مجھے معلوم ہو گیا۔ بادشاہ قابوس بہت حیران ہوا اور اس نے بتایا کہ دونوں میرے عزیز ہیں اور آپس میں خالہ زاد ہیں فوراً ان کی شادی کر دی اور بوعلی کو بہت انعام دیا۔

آل بویہ علاؤ الدولہ کا ایک عزیز مالیخولیا میں مبتلا ہو گیا اور اس کو وہم ہو گیا کہ وہ گائے ہے چنانچہ وہ گائے کی طرح آوازیں نکالتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں گائے ہوں مجھے ذبح کرو میرے گوشت کے بہترین کباب بنیں گے۔ یہاں تک کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا اس طرح کئی دن گزر گئے تمام اطباء اس کا علاج کرنے میں ناکام ہو گئے آخر کار بوعلی سینا کو اس کے علاج کے لیے بلوایا گیا بوعلی نے کہا کہ مریض کو خوش خبری دے دو کہ قصاب کا انتظام ہو گیا ہے وہ آ رہا ہے اور جلد ہی تمہیں ذبح کرے گا وہ مریض یہ سن کر خوش ہو گیا۔ بوعلی ہاتھ میں چھری لے کر قصابوں کی طرح اس کے گھر گیا اور پوچھا کہ گائے کہاں ہے تا کہ میں اسے ذبح کروں؟ اس جوان نے گائے کی طرح آواز نکالی یعنی میں یہاں ہوں بوعلی نے کہا اس کو گھر کے صحن میں لے آؤ اس کے ہاتھ پیر باندھ دو اور زمین پر لیٹا دو۔ مریض نے جب یہ سنا تو دوڑ گھر خود صحن میں آ گیا' اور دائیں پہلو پر لیٹ گیا اس کے پاؤں اچھی طرح باندھ دیے گئے بوعلی نے اس کے سامنے چھری تیز کی اور قصائی کی طرح اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کے جسم کو ٹٹولا جس طرح قصائی کرتے ہیں پھر کہا کہ یہ کمزور گائے ہے اسے چارہ کھلاؤ کہ یہ موٹی ہو جائے۔

پانچ خواص

مہک فاطمہ، شاہکوٹ

اَلْمَانِعُ جَلَّ جَلَالُہٗ

☆ اگر بیوی سے جھگڑا یا ناچاقی ہو تو سوتے وقت بیس مرتبہ یہ اسم پڑھا کرے، ان شاء اللہ جھگڑا اور ناچاقی دور ہو جائے گی اور باہمی انس و محبت پیدا ہو جائے گی۔

☆ جو کوئی بکثرت اس اسم کا ورد کرے گا، ان شاء اللہ وہ ہر شر سے محفوظ رہے گا۔

☆ اگر کسی جائز مقصد کے لیے یہ اسم مبارک پڑھے گا، تو ان شاء اللہ کامیابی ہو گی۔

☆ جو کوئی اس اسم کو سو بار پڑھے گا، ان شاء اللہ دو شخصوں کے درمیان لڑائی ختم ہو جائے گی۔

☆ جو اپنی جائز مراد تک نہ پہنچ سکے، وہ اس کو صبح و شام پڑھا کرے، ان شاء اللہ مراد حاصل ہو گی۔

بہادر خاتون

صابیونس انبالوی

جنگ یرموک میں رومیوں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں چار گنا زیادہ تھی، میدان جنگ میں ایک خیمے کے اندر مسلمان خواتین ٹھہری ہوئی تھیں، ان کے ذمے زخمیوں کی تیمارداری اور مرہم پٹی تھی، ان کو پانی پلانا، شہیدوں کی قبریں کھودنا اور ان کے کفن کا انتظام کرنا۔ مجاہدین اسلام میدان جنگ میں لڑ رہے تھے، رومی مسلمان خواتین کو اپنے خیمے میں تنہا پا کر انکے خیمے پر حملہ آور ہوئے اور چاروں طرف سے انکے خیمے کو گھیر لیا۔

اس اچانک حملے سے خواتین بے حد پریشان ہوئیں، چنانچہ ان سے نمٹنے کیلئے وہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس آئیں اور ان سے کہا اب کیا کریں ہمارے پاس نہ تو ہتھیار ہیں، جو ان بزدلوں کا مقابلہ کریں، اور نہ ہی زہر جس کو کھا کر مر جائیں، اور عزت بچائیں۔

ہمت و شجاعت والی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے ان سب کی ہمت بندھائی اور کہا ''بہنو! اللہ پر بھروسہ رکھو وہی ہماری مدد کریگا، ہمت سے کام لو، اسلام میں خودکشی حرام ہے، حرام موت کا تصور اپنے ذہنوں سے نکال دو اگر ہمارے پاس ہتھیار نہیں تو کیا ہوا، آؤ ان خیموں کے کھونٹے نکال لیں، اور اللہ کا نام لے کر ان بزدل کافروں پر حملہ کریں، انجام اس پر چھوڑ دیں، جس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔''

خواتین نے اس تجویز کو پسند کیا اور خیموں کے کھونٹے نکال کر اللہ کا نام لے کر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں، حضرت رضی اللہ تعالی عنہا نہایت جرأت سے دشمنوں کے حملوں کو روک رہی تھیں اور ان پر حملے بھی کر رہی تھیں، ان کا ہر وار دشمن کے لیے اللہ کا عذاب ثابت ہو رہا تھا۔ ذرا سی دیر میں تیس رومی مرد خاک و خون میں تڑپ کر ہلاک ہو چکے تھے، یہ حالت دیکھ کر رومی دستے کے سردار کے اوسان خطا ہو گئے، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''بزدلو! عورتوں سے پٹ رہے ہو ان سب کو چاروں طرف سے گھیرا تنگ کر کے پکڑ لو۔'' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر اللہ کے حضور سر بسجود

ہو کر دعا کرتی ہیں ''اے پروردگار ہماری حفاظت کر ہم مظلوم ہیں، کمزور ہیں، تو طاقت والا ہے تیرے قبضے اور اختیار میں ہر چیز ہے ہمیں ان کافروں سے بچا، اپنی رحمت سے ہماری مدد فرما۔''

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی ایک سمت سے نعرۂ تکبیر کا شور سنائی دیا۔ جب آپ نے سجدہ کر کے سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ کے بھائی حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ مجاہدین اسلام کے لشکر کے ہمراہ گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے آ رہے ہیں۔ انہوں نے آتے ہی پوری شدت سے رومی کافروں پر حملہ کر دیا۔ دشمنوں کے لیے مجاہدین کے وار سے بچنا مشکل ہو گیا۔ رومیوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہاں سے نکل بھاگنے ہی میں خیریت سمجھی اور فرار ہو گئے۔ میری بہنو! ہمیں چاہیے کہ اپنا آئیڈیل ان صحابیہ خواتین کو بنائیں، بزدلی اور کم ہمتی والی زندگی چھوڑ کر بہادری کو اپنائیں اور اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ اسلام کے نام پر اپنا سب کچھ لٹانے والے بن جائیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

ہماری منفرد طبی تحقیقات

جس سے ماڈرن میڈیکل سائنس یورپ، امریکہ، روس اور چین تاحال بے خبر ہیں

نسخہ تحفہ بدن

جسمانی کمزوری کا جواہرات میں تُلنے والا تجربہ شدہ علاج
اس سے مریل، سوکھے سڑے بدن شگفتہ و تر و تازہ دھنسے
ہوئے زرد چہرے سیب کی طرف گول و پر بہار ہو جاتے ہیں

دھلی دواخانہ قائم شدہ 1980ء

24 گھنٹے ہیلپ لائن 0333-7494839 دھلی دواخانہ
میڈیسن منگوانے کے لیے

گھریلو جھگڑے کیسے ختم ہوں؟

پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اشعار بنائے اور یہ ان کے شعر بڑے مشہور ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجلس سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے چہرے کے ساتھ تشریف لاتے تھے، سلام کرتے تھے اس وقت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شعر سناتی تھی کیا شعر سناتی تھی فرماتی تھیں۔

لنا شمس وللآفاق شمس

اے آسمان تیرا بھی ایک سورج ہے اور ایک ہمارا بھی سورج ہے

وشمسی خیر من شمس السماء

اور میرا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے

فان الشمس تطلع بعد الفجر

اس لئے کہ آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے

وشمسی طالع بعد العشاء

اور میرا سورج تو میرے گھر میں عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے

اب سوچئے کہ بیوی اگر ان الفاظ کے ساتھ خاوند کا استقبال کرے تو خاوند کے دل میں کس قدر بیوی کی محبت آئے گی! کوئی ہے آپ میں سے ایسی بیوی کہ جس نے کبھی خاوند کی محبت میں ایسے اشعار کہیں ہو یا کوئی فقرہ ہی ایسا بول دیا ہو۔ عورت یہ سمجھ لیتی ہے کہ بس خاوند ہی کی ذمہ دوری ہے کہ وہ اظہار کرے اور اپنے آپ کو سمجھتی ہے کہ میں جتنا اظہار نہیں کروں گی اتنی محبوبہ بن جاؤں گی یہ بہت بڑی Misunderstanding (غلط فہمی) ہے۔ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے

چاہیے کہ محبت کا اچھے انداز میں اظہار کیا جائے۔عمل سے بھی،قول سے بھی،فعل سے بھی۔چنانچہ جب خاوند محبت کا اظہار کرے تو بیوی بھی جواب میں محبت کا اظہار ضرور کرے ایسے الفاظ سے کہ خاوند کا دل مطمئن ہو جائے۔کہ میری بیوی مجھے ہی چاہتی ہے۔

یہ ذہن میں رکھنا کہ اگر خاوند کے دل میں شک پڑ جائے کہ یہ جو نقطہ ہے ہی اور بھی کا یہ خاوند کے دل میں فرق ڈال دیتا ہے۔بیوی کو ایسی زندگی گزارنی چاہیے کہ خاوند کو یقین دہانی کرائے کہ میں صرف آپ ہی سے محبت کرتی ہوں۔

اپنی خوشی پر خاوند کی خوشی کو ترجیح دے:

دوسری عام طور پر غلطی یہ کہ اپنی خوشی کو خاوند کی خوشی کو ترجیح دینا۔اس کو یہ فکر لگی رہے کہ خاوند کا دل اس سے خوش رہے۔یہ نہیں کہ بس ہر وقت مجھے ہی خوش رہنا ہے۔خاوند کی خوشی کا خیال رکھے اس کا دل خوش ہوگا تو گھر کی ذمہ داریوں کو بھی قبول کرے گا اس کی توجہ کا اطلاق باہر کی بجائے اپنا گھر بن جائے گا۔اور دفتر میں بیٹھ کر گھر کے لئے اداس ہوگا لوگ اسے اپنے کام کے لئے روکیں گے اور یہ جان چھڑا کے بھاگ رہا ہوگا۔کیوں؟اس لئے کہ یہ سمجھتا ہوگا کہ گھر جا کر مجھے سکون ملے گا۔خاوند کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرے کئی دفعہ دیکھا کہ خاوند ایک بات سے منع کرتا ہے، بیوی سنی ان سنی کر دیتی ہے اور پھر وہی کام کرتی ہے۔جب منع کرنے کے باوجود پھر وہی کام کیا جائے تو یہ چیز جھگڑے کا سبب بنتی ہے۔اور جھگڑا نہ بھی ہو تو دل میں میل آنے کا سبب ضرور بن جاتی ہے۔

خاوند کوئی کام کہے تو ذمہ داری سے کرو:

ایک تیسری بات کہ اگر کوئی خاوند کوئی کام ذمہ لگائے اسے اس طرح کرو کہ خاوند بے فکر ہو جائے یہ نہیں کہ جو کام اس نے ذمہ لگایا اس کو تو کیا نہیں اور دوسرے کاموں میں لگی رہی۔

مثال: خاوند نے صبح دفتر جانا ہوتا ہے اس وقت خاوند کے کپڑے تیار ہوں اس کا کھانا تیار ہو، یہ بیوی کی ذمہ داری ہے،اب خاوند کے دفتر کا وقت ہو گیا اور بیوی بیچاری نے ابھی کپڑے بھی نہیں

نکالے۔ کیوں نہیں نکالے؟ جی میں سو کر ہی دیر سے اٹھی ہوں تو یہ چیز الجھن کا سبب بنے گی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے کہ مجھے اس موقع پر کیا کرنا ہے۔ سونے کا، جاگنے کا کچھ اصول ہونا چاہیے کچھ اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ عورت کو اپنے ہاتھ سے کام کرنا پڑتا ہے۔ اب گھر کی نوکرانیوں کو کہہ دینا کہ کپڑے دھو دینا کپڑے استری کر دینا اور خاوند کے لئے یہ سمجھ لینا کہ خود ہی کپڑے نکال لے گا اور تیار ہو کر دفتر چلا جائے گا اور اس وقت میری نیند میں خلل نہیں آنا چاہیے، یہ انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔ یہ زندگی کی ساتھی ہے اسے اپنی خدمت کے ذریعے خاوند کا دل جیتنا چاہیے چنانچہ خاوند کوئی کام ذمہ لگائے تو اسے اپنا فرض منصبی سمجھے اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیں۔

فرمائش کرتے ہوتے مرد کی گنجائش کو دیکھنا چاہیے:

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات عورت مرد کی گنجائش سے بڑی فرمائش کر دیتی ہے تو فرمائش کرتے ہوئے خاوند کی بھی گنجائش دیکھا کرو! اب اگر خاوند Afford ہی نہیں کر سکتا اور آپ نے ضد کر کے اگر کپڑے خرید بھی لیے تو پہن کر خاوند کو آپ خوش کیسے کر سکتی ہیں؟ اس کا دل اگر دکھی ہوگا تو آپ نئے کپڑے لے کر اس کی محبت میں کوئی اضافہ نہیں کریں گی۔ یہ تو اصول کی بات یاد رکھیں کہ فرمائش ہمیشہ گنجائش کے مطابق ہونی چاہیے۔

خاوند کی عطاء پر شکریہ ادا کریں:

آپ کی فرمائش کو اگر خاوند پورا کر دے تو آپ اس کا شکریہ بھی ادا کریں۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ خاوند بیوی کی ہر جائز بات کو پورا کرتے ہیں اور جواب میں بیوی کی زنان سے شکریہ کا لفظ بھی نہیں نکلتا۔ کیوں نہیں نکلتا؟ اللہ جانے۔ یہ وہ بڑی بڑی غلطیاں ہیں جو ظاہر میں چھوٹی نظر آتی ہیں مگر دلوں میں فرق ڈال دیتی ہیں۔ خاوند تحفہ لایا پھل خرید کر لایا اور بیوی اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہ دے، ایسے سمجھے کہ ہاں ٹھیک ہے آ گئی ہے کوئی بات نہیں۔

تو اس طرح اگر بے پرواہی کا اظہار کرے گی تو خاوند کے دل پر اس کی چوٹ لگے گی جب خاوند تحفہ لائے تو آپ اس کو اس کی اہمیت کا احساس دلائیں اور خوشی کا اظہار کریں تا کہ اگلی

دفعہ اس سے بہتر تحفے کی مستحق بن سکیں۔

خاوند کے آتے ہی گھر کا رونا دھونا نہ لے کر بیٹھ جائیں:

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ خاوند جیسے ہی گھر میں آئے فوراً اس کے سامنے رونا دھونا نہ لے کر بیٹھ جائیں۔ پہلے اس سے بات چیت کر کے یہ پوچھے کہ باہر اس کا وقت کیسے گزرا۔ وہ خوش گھر آیا ہے یا کسی وجہ سے پریشان گھر آیا ہے یہ بات تو معلوم نہیں کرتی بس خاوند کو دیکھتی ہیں اور اپنا رونا رونے بیٹھ جاتی ہیں۔ پہلے آپ اس سے بات چیت کریں اس سے پوچھیں اس کا اندازہ لگائیں کہ خاوند باہر سے کس کیفیت سے آیا ہے؟ کوئی کاروباری پریشانی، کسی آدمی نے کسی معاملے میں ذہنی طور پر پریشان تو نہیں کیا، اس کو کسی نے غصہ تو نہیں دلا دیا خاوند اگر باہر ہی سے کسی پریشانی کے عالم میں آیا ہے اب بیوی کو چاہیے کہ پہلے اس کے دل کو خوش کرے، اس سے میٹھی میٹھی پیار والی باتیں کرے اس کے موڈ کو نارمل کرے پھر اس کے بعد جو کہنا ہے کہے لیکن خاوند پر نظر پڑتے ہی شکوہ شکایت لے کر بیٹھ جانا، تمہاری امی نے یہ کہہ دیا تمہاری بہن نے یہ کہہ دیا میں تو اس گھر میں آ کر پریشان ہوگئی، تم مجھے کن مصیبتوں کے پلے ڈال کر چلے گئے؟ اس قسم کی باتیں تو اور زیادہ Frustrate (پریشان) کرنے والی باتیں ہیں۔

یہ ذہن میں رکھیں کہ باہر سے آنے والے خاوند کو پہلے بٹھائیں اور بات چیت کے ذریعے اندازہ لگائیں کہ اس کا ذہن فریش ہے کہ نہیں اگر جانے کہ ٹھیک ہے تو جو آپ کی جائز بات ہے ضرور کریں۔ موقع کی بات سونے کی ڈالیوں کی مانند ہوتی ہے اور بے موقع بات جھگڑے کا سبب بن جاتی ہے اگر کسی وقت آپ کا خاوند غصہ میں ہے تو پھر اس کے سامنے بالکل نرم ہو جائیں اتنی نفسیات ہر بیوی کو سمجھنی چاہییں۔

سمجھداری سے کام لیں:

اس لئے آپ سمجھداری سے کام لیں فقط یہ بات کہ میں خوبصورت ہوں کافی نہیں ہوتی خاوند کو خوش کرنے کے لئے چھلکتے ہوئے دمکتے ہوئے حسن کی ضرورت نہیں ہوتی سمجھداری کی

ضرورت ہوتی ہے۔اس لئے کتنی ایسی عورتیں ہیں جو شکل کی نارمل سی ہوتی ہیں مگر اپنے خاوند کے دل پر راج کرتی ہیں اس لئے بزرگوں نے مقولہ بنایا

''وہی سہاگن جسے پیا چاہے''

وہی سہاگن ہوتی ہے جسے خاوند پسند کرے۔کیا عجب بات ہے کہ لڑکی کی شکل صرف ولیمہ میں لوگ دیکھتے ہیں اور باقی ساری عمر اس کی عقل دیکھی جاتی ہے اور لڑکی کو پسند کرتے ہوئے بعض دفعہ ساس صاحبہ اس کی عقل دیکھتی ہی نہیں فقط شکل پر ہی لٹو ہو جاتی ہے اور کئی دفعہ خاوند صاحب بھی شکل پر لٹو ہو جاتے ہیں۔ماں باپ بھی سمجھاتے ہیں کہ نہیں تیری شادی اس کے ساتھ ٹھیک نہیں،نوجوان ضد کر لیتے ہیں کہ نہیں میں نے تو شادی اس کے ساتھ ہی کرنی ہے۔اس لئے کہ کہیں ایک نظر دیکھی اور ظاہر کی شکل دیکھ کر وہ اچھی لگ گئی۔اب ماں باپ کو بہت مجبور کر کے وہاں شادی کرواتے ہیں اور جب وہ گھر آتی ہے تو پھر انسان کو اس وقت حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ اتنی خوبصورت کے اندر عقل کی تورتی بھی نہیں تھی۔تو جب ساری زندگی عقل نے کام کرنا ہے تو پھر اس کو کیوں نہیں دیکھتے اس لئے سمجھداری،عقلمندی گھر آباد کرنے کی بنیادی وجہ ہے۔

ایثاروقربانی

دس درویش بیابان میں سفر کر رہے تھے کہ اتنے میں راہ میں انہیں شدت کی پیاس لگی ان کے پاس صرف ایک پیالہ پانی تھا،ہر ایک نے دوسرے کو وہ پیش کیا مگر کسی نے نہیں پیا یہاں تک کہ پیاس کی شدت میں نو درویش دنیا سے رخصت ہو گئے صرف ایک درویش رہ گیا اس نے کہا جب میں نے دیکھا کہ سب فوت ہو چکے ہیں اور صرف میں ہی رہ گیا ہوں تو میں نے وہ پانی پی لیا جس سے مجھے ہوش آیا اور توانائی محسوس ہوئی کسی نے اس درویش سے کہا:اگر تم بھی اسے نہ پیتے تو اچھا ہوتا؟اس نے کہا آئے شخص شریعت کو کیا سمجھتا ہے؟اگر اس وقت میں اسے نہ پیتا اور مر جاتا تو میں اپنی جان کا قاتل ہوتا اور مواخذہ دار ٹھہرتا،اس شخص نے کہا:پھر تو وہ نو درویش بھی اپنے قاتل ٹھہرے،درویش نے کہا:نہیں انہوں نے ایک دوسرے کی خاطر پانی نہیں پیا کہ ان کی زندگیاں بچ جائیں جب وہ اس خاطر داری اور ایثار میں جاں بحق ہوئے اور صرف میں اکیلا رہ گیا تو اب شرعاً پانی کا پینا مجھ پر واجب ہو گیا۔

چند اہم اسلامی آداب

عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ

ادب: نمبر 25

تیمارداری کرنے والے کو چاہیے کہ اس کا لباس صاف ستھرا ہو، اور ہلکی پھلکی خوشبو والا ہوتا کہ مریض کی طبیعت میں انشراح پیدا ہو اور اس کی صحت میں اضافہ ہو اور یہ مناسب نہیں کہ مریض کے پاس ایسے لباس میں جائے کہ جو عموماً خوشی اور شادی وغیرہ میں پہنا جاتا ہے اور ایسی تیز خوشبو بھی نہ لگا کر جائے جس سے مریض پریشان ہو جائے کیونکہ وہ اپنی کمزوری اور عدم تحمل کی وجہ سے ایسی خوشبو برداشت نہیں کر سکتا۔

نیز تیماردار کو چاہیے کہ مریض کو ایسی کوئی خبر نہ سنائے اور نہ ہی اس کے پاس بیان کرے جس کو سن کر وہ غم اور فکر میں پڑ جائے جیسے تجارت میں نقصان کی خبر جس میں اس مریض کا بھی حصہ ہے، یا کسی کی وفات کی خبر یا کوئی بھی مریض سے متعلق بیکار خبر یا کوئی بھی مریض سے مریض سے اس کی صحت اور جذبات پر اثر پڑے۔ نیز تیماردار کو مناسب نہیں کہ تیماردار کو مناسب نہیں کہ وہ بیمار سے اس کے مرض کے متعلق تفصیلی سوال کرے کیونکہ اس سے مریض کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ہاں! اگر وہ ڈاکٹر ہے اس مرض کا اسپیشلسٹ ہے تو وہ پوچھ سکتا ہے۔

نیز تیماردار کو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ مریض کو کسی دوا یا غذا کا مشورہ دے اس بناء پر کہ اس کو خود اس سے نفع ہوا ہے یا کسی دوسرے سے اس کے فائدہ کا سنا ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ مریض اپنی ناسمجھی یا بیماری کی شدت میں اسے استعمال کر لیتا ہے اور اس دوا سے اسے نقصان پہنچ سکتا ہے یا معالج اور ڈاکٹر کے علاج میں خلل پڑ سکتا ہے اور کبھی مریض کی ہلاکت تک نوبت آ سکتی ہے اور یہ بھی مناسب نہیں کہ مریض کے سامنے اس کے معالج ڈاکٹر سے تکرار کرے جبکہ وہ خود ڈاکٹر اور متخصص نہیں ہے اس سے مریض کے نفس میں اپنے ڈاکٹر کے متعلق شکوک شبہات پیدا ہو سکتے ہیں

ادب:26

جب آپ اپنے کسی دوست، یا رشتہ دار یا متعلقین میں سے کسی کو ناخوشگوار خبر یا افسوس ناک حادثہ یا اس کے کسی قریبی رشتہ دار یا دوست کی خبر بتانے پر مجبور ہوں تو اسے یک دم خبر نہ سنائیں بلکہ اسے لطیف انداز میں پیش کریں، پہلے ایک تمہید باندھیں جس سے مصائب کے نزول میں کمی آئے۔ مثلاً آپ اس سے کہیں بھائی سنا ہے کہ فلاں صاحب بہت سخت بیمار تھے پھر ان کی حالت زیادہ خراب ہوگئی اب سنا ہے کہ وہ فوت ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے۔

لیکن بعض لوگوں کی طرح یہ انداز اختیار نہ کریں کہ اس سے یوں کہیں آپ کو معلوم ہے کہ آج کس کی وفات ہوئی ہے؟ یا ملتے ہی یوں کہیں کہ آج فلاں صاحب وفات پا چکے ہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ پہلے اس شخص کا نام لیں جس کی وفات کا ذکر آپ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ آپ نے یہ کہا کہ آپ کو معلوم ہے آج کس کی وفات ہے یا یہ کہا کہ آج فلاں فوت ہوگیا ہے تو اس کے ذہن میں فوراً پریشان کن خیالات آئیں گے اور وہ یہ سمجھے گا کہ اس کے قریبی رشتہ دار کی وفات ہوگئی ہے جو بیمار تھا یا بوڑھا تھا یا جوان تھا تو آپ کے اس سوالیہ طرز یا خبر سے وہ بہت سخت پریشان ہوگا۔

لیکن اگر آپ نے نام لے کر اسے وفات کی خبر دی تو اس کا اثر ہلکا ہوگا اور پریشانی سے محفوظ ہوجائے گا اور اصل خبر، جو غم لانے والی ہے، یا ناپسند ہے وہ کم رہ جائے گی۔ اس طرح جب آپ خدانخوستہ آگ لگنے، پانی میں غرق ہوجانے یا کسی دوسرے افسوس ناک حادثے کی خبر دیں تو اس کی تعبیر کے الفاظ کا خیال رکھیں اور خبر دینے سے پہلے ایسی تمہید باندھیں جس سے مخاطب پر اس حادثے کے اثرات کم ہوں۔ بڑے نرم انداز میں حادثہ سے متاثر شخص کا نام لیں اور یکدم اپنے دوست رشتہ دار یا اپنے ہم مجلس حضرات کے کانوں کو اس تکلیف دہ خبر سے نہ کھٹکائیں کیونکہ بعض کمزور دل حضرات میں ایسی خبر سننے کی طاقت کمزور ہوتی ہے اور بعض حضرات کو ایسی خبر سن کر بے ہوشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ لہذا آپ کو مجبوراً اگر ایسی خبر دینی پڑ جائے تو نہایت نرم اور معقول انداز میں دیں۔

اس طرح افسوس ناک خبر سنانے کے لئے مناسب وقت کا انتخاب کریں لہذا ایسے

وقت میں اسے خبر نہ سناؤ جب وہ کھانا کھا رہا ہو یا سونے کی تیاری کر رہا ہو یا بیمار ہو یا پریشانی کی حالت میں ہو یا اس قسم کی کوئی کیفیت ہو ایسی حالت میں آپ کی عقلمندی اور حکمت کا ظہور ہوگا اللہ تعالی آپ کا حامی ہو۔

ادب 27:

جب آپ کے رشتہ دار یا دوست کے خاندان سے کسی شخص کی وفات ہو جائے تو اس کی تعزیت کو نہ بھولیں اور اس میں دیر اور سستی نہ کریں اور اسے محسوس کرائیں کہ آپ اس کے غم اور مصیبت میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ یہ قرابت داری، دوستی اور اخوت اسلامی حقوق میں سے ہے اگر ممکن ہو تو میت کے ساتھ اس کی قبر تک جائیں کیونکہ اس میں بہت بڑا اجر وثواب ہے اور واضح اور خاموش عبادت ہے اور اس میں ایسا سبق ہے جو آپ کو ہر مخلوق کے انجام کا یقینی درس دیتا ہے جیسا کہ ایک شاعر میت کو خطاب کر کے کہتا ہے

وكانت في حياتك لي عظات

فأنت اليوم أوعظ منك حيا

یعنی تیری زندگی میں میرے لئے بہت سے عبرتیں تھیں لیکن آج زندگی سے زیادہ تو میرے لئے باعث عبرت ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **حق المسلم على المسلم خمس :ردالسلام ،وعياده المريض ،واتباع الجنائز .....الحديث**

(بخاری مسلم)

یعنی مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (ان میں سے یہ ہے کہ) سلام کا جواب دینا، بیمار کی تیمارداری اور جنازے کے پیچھے چلنا

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **عودوا المرضى ،واتبعوا الجنائز تذكركم الاخرة**

(مسند احمد)

یعنی بیماروں کی تیمارداری کرو، جنازوں کے پیچھے چلو، تمہیں وہ آخرت یاد دلائیں گے

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

ام محمد

نام ونسب:

ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں۔

نکاح اول:

ان کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے قبل از نبوت ہوا تھا۔ نبوت کے بعد عتیبہ نے اپنے باپ کے کہنے پر طلاق دے دی۔

نکاح ثانی:

سنہ 3 ہجری میں جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر لیا۔ بخاری میں ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا، میں تم کو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے تم سے بہتر شخص ڈھونڈتا ہوں۔ تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دو اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے کر دیتا ہوں، بہر حال ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے ہوا۔ نکاح کے بعد 6 برس تک زندہ رہیں۔

وفات:

شعبان 9 ہجری میں وفات پائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا۔ قبر

پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اللہ تعالی ان سے راضی ہوں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ملحوظہ:

تاریخ انسانیت میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ واحد شخصیت ہیں جن کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہیں یعنی حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما۔ اس اعزاز کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ''ذوالنورین'' کہا جاتا ہے۔ ''ذوالنورین'' کا مطلب ہے: دو نوروں والا۔

گھریلو نسخے

1۔ جب پودینہ بازار میں وافر اور سستا مہیا ہو، بہت سا خرید کر (یا اگر گھر کی کیاری میں ہو تو توڑ کر) دھوپ میں سکھا لیں۔ سوکھ جائے تو پسا ہوا کالا نمک اور زیرہ ملا کر ہوا بند ڈبّے میں محفوظ کر لیں۔ جب ضرورت ہو یہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

2۔ صابن کی ٹکیوں کے ریپر پھینکیں نہیں، انھیں اپنے جوتوں کی ریک میں رکھ دیں۔ جوتوں اور موزوں کی بو سے گھر کو محفوظ رکھیں۔

3۔ سنہرے دھات کے عینک کے فریم پر قدرتی رنگ کا (یا بے رنگ کہیں) نیل پالش لگائیں۔ اس طرح کبھی کبھی یہ عمل کرنے سے عینک کا سنہری فریم عرصے تک اپنا سنہرا رنگ محفوظ رکھے گا۔

4۔ باورچی خانے یا غسل خانے کے سنک یا واش بیسن کو چمکدار صاف کرنے کے لئے اسے مکمل طور پر پیپر نیپکنس (ٹشو) سے ڈھک دیں، اس پر کچھ بوندیں پانی ڈال کر ایک چمچہ بلیچنگ پاؤڈر ڈال کر آدھا گھنٹا چھوڑ دیں۔ اس کے بعد انھیں ٹشو پیپرس سے واش بیسن کو رگڑیں۔ بیسن یا سنک چمک اٹھے گا۔

5۔ سٹین لیس سٹیل کے برتنوں سے سٹکرس نہ چھوٹ رہے ہوں تو اس حصے کو اندر کی طرف آگ کے شعلے پر رکھیں اور سٹکرس کو چھیل کر نکال لیں۔ آسانی سے سٹکرس نکل جائیں گے۔

6۔ شہد، جام یا مارملیڈ وغیرہ کی شیشیاں اگر کھل نہ رہی ہوں تو ان کے ڈھکن کو تھوڑا آگ پر گرم کریں، آسانی سے کھل جائیں گی۔

شازیہ نورین، فیروز پور

کمزورِ جسم کو موٹا کریں

جوہر کیلا

قیمت =/1200

پچکے گال، کمزور جسم، دُبلا پن، بھوک کی کمی
چھوٹا قد، جسمانی کمزوری، خرابی معدہ
خون کی کمی، چہرے کی زردی کا مکمل علاج

جوڑوں کے درد کا مکمل علاج

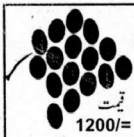

جوہر زیتون

قیمت =/1200

جوڑوں کا درد، کمر درد، عرق النساء، ٹانگ کا
درد، گنٹھیا، موہروں کا درد، سر درد، جوڑوں پر
سوج ورم تمام جسمانی دردوں کا مکمل علاج

چہرے کے دانوں کا مکمل علاج

قیمت =/1200

جوہر انگور

چہرے کو خوبصورت اور جاذب نظر بنائیں
خون سے فاسد مادوں کو ختم کرنے کے ساتھ آئندہ کیلئے
اس کا سدباب ہے۔ داغ دھبے، چھائیاں، کیل، مہاسے
کالی رنگ، جھریوں کو ختم کر کے چہرے کو صاف کریں

دل کی طاقت کا مئوثر علاج

قیمت =/1200

جوہر سیب

ضعف دل، خفقان، دل کی کمزوری، گھبراہٹ
بڑھی ہوئی حرارتِ قلب میں مفید ہے۔
جوہر سیب دل کی کمزوری دور کرتا ہے۔

دماغی کمزوری، گرتے بال گنجے پن کا علاج قیمت =/1200

جوہر بادام

نسیان، بھول جانا، دماغی طاقت قوت حافظہ، بال گرنا، گنجا پن
خشکی سکری کا مکمل علاج۔ طالب علم قوتِ یاداشت، ذہانت
دماغی طاقت حافظے کی کمزوری کیلئے جوہر بادام ضرور استعمال کریں

ہر قسم کی خارش کا مکمل علاج قیمت =/1200

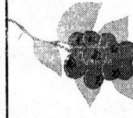

جوہر فالسہ

خشک و تر خارش، خرابی خون، دھدر،
چنبل، خون کی حدت، جلد کی سوزش
گرمی کے دانے، سکن الرجی کا مکمل علاج

امراضِ معدہ کا مکمل علاج

قیمت =/1200

جوہر انار

نظامِ انہضام انسانی جسم کا انتہائی
اہم نظام ہے اس کا فعال ہماری صحت کی
ضمانت ہے۔ معدے کی جلن، تیزابیت، بھوک
کی کمی، گیس ٹربل، کھٹی ڈکاروں کا مکمل علاج

ہائی بلڈ پریشر کا مکمل علاج

قیمت =/1200

جوہر گلاب

جوہر گلاب ایک ایسا فارمولا ہے جو بلند فشارِ خون کو
اعتدال پر رکھنے کیلئے تسلیم شدہ ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کو ٹھیک
کریں اور دل کو طاقت دیں جوہر گلاب دل و دماغ اور
گردوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے

میڈیسن منگوانے کے لیے
دھلی دواخانہ 0333-7494839

دھلی دواخانہ
قائم شدہ 1980ء

نامور پہلوان کی عبرت ناک شکست

رانا رضوان، فاروق آباد

قبیلہ بنو ہاشم میں رکانہ نامی ایک مشرک شخص تھا۔ یہ بڑا ہی زبردست، دلیر اور نامی گرامی پہلوان تھا، اس کا ریکارڈ تھا کہ اسے کبھی کسی نے نہیں گرایا تھا۔ یہ پہلوان اضم نام کے ایک جنگل میں رہتا تھا جہاں یہ بکریاں چراتا تھا اور بڑا ہی مالدار تھا۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے اس کی طرف جا نکلے۔ رکانہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تو وہی ہے جو ہمارے (خداؤں) لات وعزیٰ کی توہین اور تحقیر کرتا ہے اور اپنے ایک خدا کی بڑائی بیان کرتا ہے؟ اگر میرا تجھ سے تعلق رحمی نہ ہوتا تو آج میں تجھے مار ڈالتا۔ اور کہنے لگا کہ میرے ساتھ کشتی کر، تو اپنے خدا کو پکار۔ میں اپنے خداؤں لات وعزیٰ کو پکارتا ہوں۔ دیکھیں تمہارے خدا میں کتنی طاقت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' رکانہ اگر کشتی ہی کرنا ہے تو چل میں تیار ہوں۔ رکانہ یہ جواب سن کر پہلے تو بڑا حیران ہوا اور پھر بڑے تکبر کے ساتھ مقابلے میں کھڑا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی جھپٹ میں سے گرا لیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے، رکانہ عمر میں پہلی مرتبہ گر کر بڑا شرمندہ ہوا اور حیران بھی' اور بولا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے سینے سے اٹھ کھڑے ہو۔ میرے خداؤں لات وعزیٰ نے میری طرف دھیان نہیں دیا، ایک بار اور موقع دو اور آؤ دوسری مرتبہ کشتی لڑیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکانہ سے سینے پر سے اٹھ گئے اور دوبارہ کشتی کے لئے رکانہ پہلوان بھی اٹھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ بھی رکانہ کو پل بھر میں گرا لیا، رکانہ نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! معلوم ہوتا ہے آج میرے خدا مجھ سے ناراض ہیں اور تمہارا خدا تمہاری مدد کر رہا

ہے۔ خیر ایک مرتبہ اور آؤ، اس مرتبہ میرے خدا لات وعزیٰ میرے مدد ضرور کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے مرتبہ بھی کشتی کے لئے منظور کر لیا۔ اور تیسرے مرتبہ بھی اسے پچھاڑ دیا۔

اب تو رکانہ پہلوان بڑا ہی شرمندہ ہوا اور کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میری ان بکریوں میں سے جتنی چاہو بکریاں لے لو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' رکانہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں، ہاں اگر تم مسلمان ہو جا؟ تو جہنم کی آگ سے بچ جاؤ گے۔ رکانہ نے جواب دیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں مسلمان تو ہو جاؤں مگر میرا نفس جھجکتا ہے کہ مدینہ اور گردنواح کے لوگ کیا کہیں گے کہ اتنے بڑے پہلوان نے شکست کھائی اور مسلمان ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو تیرا مال تجھی کو مبارک ہو۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر آپ کی تلاش میں تھے اور یہ معلوم کر کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں بہت فکر مند تھے کہ اس طرف رکانہ پہلوان رہتا ہے، کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء نہ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس تشریف لاتے دیکھ کر آپ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ادھر اکیلے کیوں تشریف لے گئے تھے۔ جب کہ اس طرف رکانہ پہلوان رہتا ہے جو بڑا زور آور اور اسلام کا دشمن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا جب میرا اللہ ہر وقت میرے ساتھ ہے پھر مجھے کسی رکانہ کی کیا پروا، لو اس رکانہ کی پہلوانی کا قصہ سنو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قصہ سنایا، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سن کر بہت خوش ہوئے اور عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو ایسا پہلوان تھا کہ آج تک اسے کسی نے گرایا نہیں تھا۔ اسے گرانا اللہ کے رسول ﷺ ہی کا کام ہے۔ (ابوداؤد)

اس ماہ کا سبق

نیکیوں کا پھیلانا اور گناہوں سے روکنا

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سے کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بہت سے کاموں سے منع کیا ہے آدمی کا نفس بڑا شریر ہے کچھ تو نفس کی شرارت اور کچھ شیطان کا بہکاؤ دونوں چیزیں مل کر انسان کو خدا کی فرمبرداری سے ہٹا دیتی ہیں یعنی جو کام کرنے کے ہیں ان کو آدمی نہیں کرتا اور جن کاموں کی ممانعت ہے ان کو کرتا ہے اللہ پاک نے گناہوں کی روک تھام اور نیکیوں کو رواج دینے کا کام سب مسلمانوں کے ذمہ فرما دیا ہے، چوتھے پارے کی ایک آیت میں نیکیوں کے کرانے اور برائیوں سے روکنے کو اس امت کا خاص کام بتایا جس طرح خود نیک بننا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ضروری ہے بالکل اسی طرح دوسروں کو بھی اللہ کے حکموں پر چلانے کی ذمہ داری سب مسلمانوں پر ہے۔

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو برے کام کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے یعنی ہو سکے تو ہاتھ سے اس برائی کو روک دیوے اور یہ نہیں ہو سکتا تو زبان سے ٹوک دیوے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے آج کل یہ بڑی وبا پھیل گئی ہے کہ لوگ گناہ کرتے ہیں اور گناہ کو جائز اور اچھا کام سمجھتے ہیں اور سمجھانے والوں سے کہتے ہیں کہ صاحب آپ ترقی سے روکتے ہیں بھلا خدا کے حکم کے خلاف کرنے سے ترقی کیسے ہو سکتی ہے بہت سے مرد اور عورت خود تو نمازی ہیں مگر اپنے عزیزوں، بچوں، نوکروں محلّہ والوں کو خلاف شرع چلتے دیکھتے ہیں مگر ذرا بھی زبان نہیں ہلاتے پھر مصیبت آتی ہے تو بلبلاتے ہیں خوب جانتے ہیں کہ بیٹا شطرنج کا شوقین ہے تاش کھیلتا ہے، نمازیں غارت کرتا ہے مگر کبھی حرف غلط کی طرح بھی یہ نہیں کہتے کہ بیٹا کیا کر رہے ہو؟ یہ مسلاموں کے کام نہیں ہیں اپنے بیٹے سے اس

لیے ناراض رہنے والے بہت ہیں کہ وہ دوکان پر محنت سے کام نہیں کرتا یا ملازمت کی کوشش نہیں کرتا لیکن اگر اولاد بدعمل فاسق اور گنہ گار ہے نماز قضا کرتی ہے تو اس وجہ سے ناراضگی اختیار کرنے کا ارواج نہیں ہے عزیزی رشتہ دار پڑوس کے مرد بے عمل ہیں نماز غارت کرتے ہیں روزہ نہیں رکھتے سوخور ہیں رشوت لیتے ہیں یا اور کوئی کام خلاف شرح کرتے ہیں مگر ہم ان کو ٹوکنے میں جھجکتے ہیں اور مروراور لحاظ میں ان کو گناہ سے نہیں روکتے یہ بہت سخت وبال کی بات ہے جب برائیاں عام ہوجاتی ہیں اور نیک لوگ اپنی نیکی کو لیے بیٹھے رہتے ہیں اور یہ کوشش نہیں کرتے کہ گناہ بند ہوں تو نیک وبا سب پر عذاب آجاتا ہے اور اس وقت دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے کسی پہلے زمانے کی امت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو مع اس کے رہنے والوں کے الٹ دے یعنی زمین کے اوپر کے حصہ کو نیچے اور نیچے کے حصہ کو اوپر کردو حضرت جبرائیل نے عرض کیا کہ اے پروردگار اس میں شک نہیں کہ ان میں تیرا ایک بندہ بھی ہے جس نے پل بھر بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی ہے اس کی تو جان بخشی کی جاوے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو بھی اسی سزا میں شامل کرو، کیونکہ کبھی بھی میرے حکموں کی نافرمانی اور خلاف ورزی دیکھ کر بطور ناراضگی اس کے چہرے پر بل نہیں بڑا دیکھو یہ آدمی بہت نیک تھا مگر چونکہ برائیوں سے دوسروں کو نہ روکتا تھا اور گناہوں کو دیکھ کر ناراضگی ظاہر نہ کرتا تھا اس لیے عذاب میں پکڑا گیا۔

جب خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اور ان سے روکا نہ جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب پر عذاب آجاتا ہے حضرت رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں میں ایک آدمی بھی ایسا ہو جو ان میں رہتا سہتا ہو اور گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ گناہ سے ہٹا کر صحیح راستہ پر ڈالنے کی قوت ہوتے ہوئے اس کو صحیح راستہ پر نہ ڈالیں تو ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ضرور ان پر عذاب ڈالیں گے۔

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ یقین جانوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیکیوں کے لیے کہتے رہو

اور برائیوں سے روکتے رہو اس وقت سے پہلے جب مجھ سے دعا کرو گے تو قبول نہ کروں گا اور مجھ سے سول کرو گے تو سوال پورا نہ کرہوگا اور مجھے سے مدد چاہو گے تو تمہاری مدد نہ کروں گا یعنی نیکیوں کے لیے کہنا اور برائیوں سے روکنا ایسا عملہے کہ اگر اس کو چھوڑ دو گے تو عذاب آئے گا اور اس وقت دعا قبول نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہ کی جائے گی اور سوال پورا نہ کیا جائے گا۔

ان باتوں کو خوب سمجھ لو اور سب کو سمجھاؤ جہاں تک ہو سکے اپنوں کو اور غیرون کو خاص کر جن پر تمہارا زور ہے جیسے نوکر ہیں یا اولاد ہے سب کو خدا کے راستہ پر اپنی طاقت سے چلاؤ گناہوں سے روکو اور نیکیوں کے راستہ پر ڈالو۔

امید کے سہارے

بنت خلیل جھنگ

کب سے کھڑی ہوں یارب امید کے سہارے یہ دن نا جانے میں نے کس طرح سے گزارے
بے چین و مضطرب دل جا کر کسے پکارے وہ کون ہے جو حالت بگڑی ہوئی سنوارے
ہے باب یہ کرم کا خالی نہ پھر یارب
دینا اگر تجھے ہے پھر کیوں ہی دیر یارب

کنج قفس سے بدتر اپنا ہے یہ آشیانہ اس قید بے کس میں گزارا ہے اک زمانہ
مغموم دل پہ یارب لازم ہے رحم کھانا کرتی ہو میں شکایت تجھ سے یہ عاجزانہ
بار الم ہے دل پر طاقت نہیں ہے دل میں
کیونکر ہو صبر مجھ سے ہمت نہیں ہے دل میں

کب سے لئے کھڑی ہوں میں کاسہ گدائی اب تک ملا نہ مجھ کو اور شام ہونے آئی
بندہ نواز میری منت کی لاج رکھ لے میری نہیں تو اپنی رحمت کی لاج رکھ لے
کب سے کھڑی ہوں یارب امید کے سہارے
یہ دن نا جانے میں نے کس طرح سے گزارے

گوشہ ظرافت

جنرل فیض علی چشتی بیان کرتے ہیں جنرل ضیاء الحق کے ہمراہ ہم فرانس کے دورے پر گئے، وفد کے ارکان کو ایک اعلی ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ اسی شام جنرل ضیاء الحق کے دروازے پر دستک ہوئی، صدر مملکت نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ دروازے پر سفید وردی میں ملبوس ایک گورا کھڑا ہے جس کے کندھے اور سینے پر کافی تمغے اور پٹیاں لگی ہوئی تھیں۔

صدر مملکت اسے دیکھ کر فوراً تپاک سے ہاتھ ملایا، بغلگیر ہوئے اور اسے اندر آنے کی دعوت دی۔ علیک سلیک اور خیر خیریت دریافت کرنے کے بعد صوفے پر بٹھایا اور فرانس کے قومی حالات اور فرانس پاکستان فوجی تعاون پر بات چیت شروع کی۔ چند منٹوں کے بعد گورے شخص نے کہا "جناب مجھے آپ کی باتیں سمجھ نہیں آ رہیں۔ لیکن پھر بھی میرے لائق جو خدمت ہے وہ بتائیں میں حاضر ہوں" جنرل ضیاء الحق حیران ہو گئے۔ اور اب اس شخص کا تعارف پوچھا۔ جس پر گورا بولا "جناب میں اس ہوٹل کا بیرا ہوں۔ اور آپ کی سروس کے لیے آیا تھا۔ کوئی خدمت ہو تو بتائیے" جنرل چشتی بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر صدر ضیا الحق بڑے شرمندہ ہوئے۔ اس گورے کو رخصت کیا اور بعد میں، میں نے صدر مملکت سے پوچھا۔ آپ نے اس بیرے کو کیا سمجھا تھا؟ جنرل صاحب کہنے لگے۔۔۔۔ "میں سمجھا تھا فرانسیسی بحریہ کے ایڈمرل ملاقات کے لیے آئے ہیں۔" اسکے بعد ہم دونوں جنرل ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔

(محمد اعجاز، قصور)

☆☆☆

ڈاکٹر: ''اس وقت یہ اندازہ لگانا کہ تمہیں کون سی بیماری ہے۔ ذرا مشکل ہے۔ میرے خیال میں یہ نشے کی وجہ سے ہے''

مریض: ''بہت اچھا جناب! میں اب اس وقت آؤں گا جب آپ نشے میں نہیں ہوں گے''۔

☆☆☆☆

ایک سردار بیچارہ بہت غریب تھا، سوچا کہ پیسے کہاں سے آسانی سے ہاتھ آئیں؟
سوچ سوچ کر ایک پلان بنایا کہ بچہ اغوا کر کے تاوان لیا جائے۔
اگلے دن وہ ایک پارک میں گیا اور ایک بچے کو بہلا پھسلا کر ایک درخت کے پیچھے لے گیا اور کہا کہ میں نے تمہیں اغوا کر لیا ہے۔ بچہ بیچارہ بہت پریشان، رونے لگا۔
سردار نے ایک کاغذ پر لکھا: ''ایک سردار نے تمھارا بچہ اغوا کر لیا ہے۔ دو لاکھ روپے کل اس آم کے درخت کے نیچے دس بجے دن کو رکھ جاؤ تو بچہ مل جائے گا (منجانب: کڑک سنگھ)
اور یہ کاغذ بچے کی پشت پر چپکا کر اسے اس کے اپنے گھر بھیج دیا۔
اگلے دن دس بجے جب وہ مطلوبہ درخت کے نیچے پہنچا تو دیکھا کہ بچہ بیٹھا ہے، دو لاکھ روپے بھی موجود ہیں اور بچے کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جس پر لکھا تھا:
دو لاکھ روپے حاضر ہیں۔ براہِ کرم بچہ چھوڑ دو۔ ایک سردار کو دوسرے سردار کے ساتھ یہ سلوک زیب نہیں دیتا۔ منجانب: بوٹا سنگھ

(مون خان، لیہ)

☆☆☆

ایک دوست دوسرے دوست سے میرے ابو بہت بڑے جادوگر ہیں
دوسرا دوست: اچھا! پھر تم ان کا کوئی ایک جادو بتاؤ ناں
پہلا دوست: جب وہ جوتا اٹھاتے ہیں تو میں غائب ہو جاتا ہوں

(انیس الرحمٰن، جھنگ)

☆☆☆

ایک چوہدری چار میٹر لمبا پائپ لے کر حقہ پی رہا تھا۔
اس سے ایک دوست نے پوچھا کہ وہ اتنے لمبے پائپ سے کیوں پی رہا ہے؟ چوہدری نے کہا ڈاکٹر کی ہدایت پر عمل کر رہا ہوں ڈاکٹر نے تمباکو سے دور رہنے کو کہا تھا (ابوعکراش، گجرات)

جامعہ ہاجرہ للبنات

خواہش مند حضرات رابطہ کر سکتے ہیں

بچوں اور بچیوں کے لیے سنہری موقع حفظ و ناظرہ کی تعلیم جاری ہے۔ نیز عالمہ فاضلہ کا کورس بھی اگلے سال سے جاری ہو رہا ہے

الداعی الی الخیر | افتخار احمد 78 جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا 0300-9608578

شاندار بک ڈپو

شاندار پیشکش

- سکول و کالج کی تمام کتب اور سٹیشنریز کا سامان موجود ہے
- نیز مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ کی کتب اور سی ڈیز بھی موجود ہیں

پروپرائٹر: ماسٹر بشیر احمد قریشی بیرانی روڈ ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ سندھ 0333-2894497

حافظ ٹریڈرز

کی فخریہ پیشکش

تمام قسم کے مشروبات کی بوتلیں ہول سیلز ریٹ پر دستیاب ہیں

پروپرائٹر: حافظ محمد خرم بلاک نمبر 9 شربت چوک سرگودھا 0312-7406650

ہر قسم کی ریپئرنگ کنٹری کوڈ، سیکورٹی کوڈ کروانے کے لئے تشریف لائیں

الریاض موبائلز

عاطف اسلم
0300
6002212

ریپئرنگ اینڈ سافٹ ویئر

شاپ نمبر 13 فاطمہ جناح روڈ سرگودھا

امام ابوحنیفہ کی ذہانت

وسیم الرحمٰن عتیق، جڑانوالہ

علامہ ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے گھر میں رات کو چور گھس آئے، مالک مکان کو گرفتار کرلیا، اور اور اس کا سارا سامان لوٹ کر جانے لگے جانے سے پہلے انہوں نے مالک مکان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے سردار نے کہا کہ اس کا سارا سامان تو لے جاؤ مگر اسے زندہ چھوڑ دو اور قرآن اس کے ہاتھ پر رکھ کر اسے قسم دو کہ میں کسی شخص کو یہ نہیں بتاؤں گا کہ چور کون تھے؟ اور اس سے کہلواؤ کہ اگر میں نے کسی کو بتایا تو میری بیوی کو تین طلاق۔

مالک مکان نے جان بچانے کی خاطر یہ قسم کھالی لیکن بعد میں بڑا پریشان ہو صبح کو بازار میں گیا تو دیکھا کہ وہی چور چوری کا مال بڑے دھڑلے سے فروخت کررہے تھے اور یہ بیوی پر طلاق کے خوف سے زبان بھی نہیں کھول سکتا عاجز آکر یہ امام ابوحنیفہ کے پاس پہنچا اور ان سے بتایا کہ رات میرے گھر میں چور گھس آئے تھے اور انہوں نے مجھے ایسی قسم دی اب میں ان کا نام بتا سکتا۔ کیا کروں؟ امام صاحب نے فرمایا کہ تم اپنے محلّہ کے معزز افراد کو جمع کرو میں ان سے ایک بات کہوں گا اس شخص نے لوگوں کو جمع کرلیا امام صاحب نے وہاں پہنچ کر ان سے کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس شخص کو اس کا مال واپس مل جائے ان سب نے کہا ہاں چاہتے ہیں۔

امام صاحب نے فرمایا کہ پھر ایسا کریں کہ اپنے ہاں کے سارے ڈاکو کو جامع مسجد میں جمع کریں پھر ایک ایک کرکے انہیں باہر نکالیں جب کوئی باہر نکلے تو آپ اس شخص سے پوچھئے گا کیا یہی وہ چور ہے اگر وہ چور نہ ہو تو یہ انکار کردے اور اگر وہی چور ہو تو خاموش رہے نہ ہاں کہے اور نہ نہیں۔ اس موقع پر آپ سمجھ جایئے کہ یہی وہ چور ہے اس طرح چور کا پتہ بھی لگ جائے گا اور اس کی بیوی پر طلاق بھی نہیں ہوگی۔ سب نے اس تجویز پر عمل کیا چور پکڑا گیا اور اس بیچارے کو اپنا مال بھی واپس مل گیا۔

ہمارا کچن

نام نہیں لکھا

ہرے بھرے نگیٹس

اشیاء:

چکن قیمہ..... ایک کلو

نمک ..... حسب ضرورت

سفید مرچ.....آدھا چمچ

کالی مرچ.....آدھا چمچ

ہرا دھنیا.....ایک گھٹی کٹی ہوئی

لہسن ادرک پیسٹ.....ایک چمچ

بریڈ سلائس .....چار عدد

بریڈ کرمز.....تلنے کے لیے

سویا سوس.....دو چمچ

انڈہ..... ایک عدد

میدہ ..... حسب ضرورت

ترکیب:

قیمہ میں تمام مسالہ جات کو شامل کر لیں اور ڈبل روٹی کو چورا چورا کر کے اس میں شامل کریں ہرا دھنیا ڈال کر اس کو اچھی طرح گرائنڈر میں پیس لیں، اب نگیٹس کو جو شکل دینا چاہیں وہ دے دیں۔ اب الگ سے انڈا پھینٹ لیں، نگیٹس کو میدہ میں بھگو دیں پھر اس کو انڈا لگا کر اس کو بریڈ کرمز میں کوٹ کریں پھر اس کو دھیمی آنچ پر فرائی کر لیں مزے دار نگیٹس تیار ہیں کیچپ کے ساتھ شروع کریں۔

غزالاں تم تو واقف ہو

تجھے بھولنے کو اک پل چاہئے
وہ پل کہ جسے موت کہتے ہیں
کنول اقبال، کوئٹہ

اس نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے
پروین بانو، شیخوپورہ

وہ سفید پھولوں سی اک دعا میرے ساتھ ساتھ رہی سدا
یہ اسی کا فیض ہے بارہا میں بکھر بکھر کے سنور گیا
بشیر احمد صدیقی، حافظ آباد

تیرے لہجے کی تھکن یہ پتہ دیتی ہے
منزل عشق مسافر کو تھکا دیتی ہے
ابوعکراش، ناروال

محور سوچ دونوں کا ایک ہی ہے
مجھے اس سے اور اسے خود سے فرصت نہیں ملتی
رحمت اللہ خان، پشاور

کوئی تو بات ہے اس میں فیض
ہر خوشی جس پہ لٹا دی ہم نے
ظہیر احمد، لاہور

قدم رک سے گئے ہیں پھول بکتے دیکھ کر
وہ اکثر مجھ سے کہتا تھا محبت پھول ہوتی ہے
حمیرا ارشد، شیخوپورہ

مسکراؤں کبھی تو لگتا ہے
جیسے ہونٹوں پہ قرض رکھا ہے
دل کا عالم ہے اک دریا سا
دو کناروں میں درد بہتا ہے
شاہ نور، لاہور

اس کی محفل میں بیٹھ کر دیکھو
زندگی کتنی خوبصورت لگتی ہے
نادر علی، گوجرانوالہ

یہ میرا حوصلہ ہے کہ تیرے بغیر
سانس لیتی ہوں بات کرتی ہوں!
نام نہیں لکھا

درد بھی ایک بخت ہوتا ہے
کچھ ہمیں بھی چلو نصیب ہوا
محمد چاند، مری

فقیہہ شہر کی باتوں سے درگزر بہتر
بشر ہے اور غمِ آب و دانہ رکھتا ہے
رانا محمد افضل، حسن ابدال

میں اس شخص کی وفاؤں پہ کیسے یقین کرلوں
خوابوں میں بھی جس شخص سے آیا نہیں جاتا
رضیہ بشیر، لاہور

چرانا چاہا جسے دل نے اسی نے مجھے چرالیا
میں لٹ بھی گیا اور لوٹنے والے کو خبر تک نہیں
نور محمد، صادق آباد

بچھڑنے والے یہ کیوں نہیں سمجھتے عدم
کہ یادوں سے محبت کا گزارا نہیں ہوتا

اس کی آنکھیں سوال کرتی ہیں
میری ہمت جواب دیتی ہے
منور حسین منج، خانقاہ ڈوگراں

درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا
اور سکوں ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے
نائلہ ارشد، چنیوٹ

ہے پیار ان کو ہم سے اتنا تو یقیں ہے ہمیں
وہ انکار بھی کرتے ہیں تو آنکھیں ساتھ نہیں دیتیں
مہوش پروین، شاہکوٹ

میں ایک پل کو بھی بھولوں اسے تو مرجاؤں
اسے کے پیار کا پہرا ہے میری سانسوں پر
ہمائلہ زینت، صفدر آباد

تیری پل بھر کی دوستی محسن
اسے بدنام کر گئی ہوگی
محمد بلال، لاہور

تمہیں بھلا دوں اول دسترس میں ہی نہیں
جو اختیار بھی ہوتا تو کیا بھلا دیتے؟
زین خالد، اسلام آباد

سنو پیارے ! میری آنکھیں خریدو گے
مجھے اک خواب کا تاوان بھرنا ہے
رانا خلیل، حسن ابدال

ملا کرو ہمیں اکثر کہ جی نہیں لگتا
تمہارے رابطے سے زندگی وجود میں ہے
محمد اویس طارق، شیخوپورہ

ملتی نہیں پناہ ہمیں جس زمین پر
اک حشر اس زمیں پہ اٹھا دینا چاہئے
جمیلہ خالد، شاہدرہ

دل میں ہوتا تو کسی طور نکل بھی جاتا
اب تو وہ شخص بہت دور تلک ہے مجھ میں
رضیہ رحیم، لاہور

کتنے عجیب ہوتے ہیں دل کے معاملے
محسوس کئے جاتے ہیں بتائے نہیں جاتے
حمیرا افضال، راولپنڈی

مار دو بھلے جان سے، پر یہ سزا تو ہمیں نہ دو
کہ ہمارے سامنے بیٹھو اور اجنبی لگو
نعیم خان، لیہ

تجھے مل سکے جو فرصت تو یہ دیکھ تیری خاطر
کوئی کیسے جی رہا ہے کوئی کیسے مر رہا ہے
امان اللہ بشارت، خانیوال

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا
ایک ہی شخص تھا جہاں میں کیا؟
زوہیب، ٹوبہ ٹیک سنگھ

سمیٹ کر لے جا اپنی یادوں کے ادھورے قصے
اگلی چاہت میں تجھے ان کی بھی ضرورت ہوگی
عبدالرحمٰن، اسلام آباد

تیرے ہاتھوں کی کرامت کی تو پھر بات ہی کیا ''ماں''
مجھ کو تو تیرے قدموں کی مٹی بھی شفا دیتی ہے
حنظلہ خالد، فاروق آباد

آپ نے لکھا

محترم مدیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم! رسالہ تو ماشاء اللہ بہت بہتر جا رہا ہے مگر کہانیوں کی بہت کمی ہے مضامین بہت ہوتے ہیں مگر یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مضامین کی نسبت کہانیاں زیادہ پڑھی جاتی ہیں۔ادھر ذرا توجہ درکار ہے۔سابقہ خط میں میری دی گئی تجویز پر عمل کرنے کا نہایت شکریہ۔ایک عرض یہ کرنا تھی کہ ایک سطر چھوڑ کر لکھنے سے ایک مختصر سی کہانی بھی بہت سارے صفحات کا احاطہ کر لیتی ہے اور یہ صرف ہمارا ہی نہیں ملک کا بھی نقصان ہے کیونکہ کاغذ کی قیمتیں روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہیں، بہر حال یہ سب تو از راہ مزاح کہہ دیا۔لیکن اگر ایک سطر چھوڑ کر نہ لکھا جائے تو کیا مضمون کو نا قابل اشاعت قرار دے دیا جاتا ہے؟ اشعار کا سلسلہ کیوں ختم کر دیا گیا؟ یہ ایک اچھا سلسلہ تھا کچھ اشعار پڑھنے سے محروم ہو گئے ہم اس مرتبہ، امید ہے دوبارہ شروع کر دیں گے۔ دعا گو: حمیرا نور، لاہور

☆☆☆

محترم ومکرم جناب حضرت مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے بعافیت ہوں گے اور دین اسلام کی اشاعت وترویج کے لیے شب وروز کوشاں ہوں گے اور ہم صعفاء کو اپنے مقبول دعاؤں میں یاد کرتے رہیں گے۔

دیگر جامعہ ہذا اسلامی تعلیم وتربیت کا ایک اقامتی ادارہ ہے۔ جہاں پر لڑکیوں کو حفظ وتجوید وترجمہ وتفسیر قرآن، درس نظامی دورہ حدیث، تخصص فی الفقہ تک کتب پڑھانے کا معقول انتظام موجود ہے۔طالبات اور معلمات کی علمی اور ذہنی استعداد بڑھانے کے لیے ایک دار المطالعہ اور لائبریری بھی قائم کی گی ہے جس میں ہر قسم کی دینی اصلاحی تاریخی فقہی تصوف ادبی کتب و رسائل وجرائد موجود ہوتے ہیں۔اکثر رسائل اعزازی جاری ہیں لہذا آنجناب کی خدمت اقدس میں التماس ہے کہ آپ مہربانی فرما کر جامعہ ہذا کے لیے اعزازی طور پر فی سبیل اللہ ''ماہنامہ بنات اہلسنت'' جاری فرما کر عنداللہ ماجور ہوں فجزاکم اللہ خیرا احسن الجزاء فقط والسلام۔العارض

مولوی خادم احمد، مدیر جامعہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا، پوسٹ بکس نمبر 3 چارسدہ

جواب: جی ضرور

ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور

ملنے کے پتے

قاضی محمد اسرائیل گرنگی، مانسہرہ 0302-3501755

مولانا محمد شمیم ناگرہ، ماموں کانجن 0332-3637628

مولانا محمد افضل، کروڑ لعل عیسن لیہ 0302-8767686

مولانا محمد اقبال، جامعہ قادریہ بھکر 0346-6451553

مولانا محمد امین کمالوی، جامعہ حقانیہ لاہور 0306-8562708

محمد ہارون حنفی، نفیس لائبریری اچھرہ لاہور 0321-4743173

مولانا محمد اکرم نذیر، نزد مرکزی عیدگاہ چنیوٹ 0323-7803106

مولانا ساجد منگلوری، ڈاکخانہ منگلور تحصیل وضلع مانسہرہ ہزارہ 0333-5076151

مولانا محمد ابراہیم، جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور سندھ 0301-2461685

مولانا محمد آصف، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات تلہ گنگ ضلع چکوال 0300-7374582

مولانا نیاز فاروقی، جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام جڑانوالہ فیصل آباد 03319144212

مولانا محمد نواز، مدرسہ تعلیم الاسلام 223 سنت پورہ فیصل آباد 03326566136

مولانا محمد عمر فاروق، خطیب جامع مسجد چوکی بھاگٹ سرگودھا

مولانا عبدالغفار، خطیب جامع مسجد بلال میرک پور ناروال

مولانا عبدالمالک جامع مسجد مدنی، اڈا میانی ضلع سرگودھا

مولانا محمد ادریس، جامع انوار الاسلام لوبن پلی، نارووال

مولانا عبداللطیف عابد، جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

مولانا سیف الرحمٰن، جامعہ حنفیہ بورے والا

قاری مختار احمد، 41 جنوبی سرگودھا